حسب فرمائش مخدومی ذوی الاحترام وسیلۂ عظام شاہ فقیر صاحب عالم منشی عبدالجبار و حافظ عبدالمجید نے چھپوا کر شائع کیا۔

الحق یعلو ولا یعلیٰ

بعونہ تعالیٰ

الفتوحات الصمدیہ

المقلب

بالفیوضات الشمسیہ

{یعنی سوالات عشرہ مستفسرہ خانپوری صاحب کے جواب معہ سوالات اثنا عشر}

از افادات شمس العارفین زبدۃ المحققین رئیس الاذکیاء تاج العلماء آیۃ من آیات اللہ

حضرت قبلۂ عالم مولانا پیر سید مہر علیشاہ صاحب چشتی قادری

سند آرائے گولڑہ شریف (ضلع راولپنڈی)

دامت برکاتہم

اقبال الیکٹرک پریس اندرون لاہوری دروازہ ملتان شہر میں باہتمام مولوی ... احمد ... چھپی

بار سوم قیمت آٹھ آنے ۱۹۳۳ء

نقل فتویٰ جناب مولٰنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عمّ فیضہ

الجواب

طاعون زدہ جگہ میں بلاضرورت جانا گناہ ہے۔ اور طاعون زدہ جگہ سے بخوف طاعون بھاگنا حرام ہے۔ البتہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا اسی شہر کے آس پاس جنگلوں اور باغوں میں چلا جانا مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے۔ وَاللہُ تعالیٰ اَعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل فتویٰ جناب شیخ محمد عبد الغفار صاحب حنفی

مدرس مدرسہ انوار العلوم نوانگر ضلع بلیا

چہارم یہ کہ بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا اُس سرزمین سے کہ جہاں وبا پھیلی ہو اور وہاں کی ہوا زہریلی اور فاسد ہوگئی ہو ایسی جگہ چلا جائے جسکی آب و ہوا خوشگوار اور عمدہ ہو عام ازینکہ وہ طاعون میں مبتلا ہو یا محفوظ ہو۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ یہ صورت فرار ہے ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بعض صحابہ و محدثین اس خیال سے کہ فرار محض نہیں جائز کہتے ہیں۔ قال الحافظ فی فتح الباری صفحہ ۱۴۴ جلد ۲۳۔ ومن جملہ ھذہ الصورۃ اخیرۃ الاخیرۃ ان تکون ارض التی وقع بھا وخمۃ والارض التی یرید التوجہ الیھا صحیحۃ فیتوجہ بھذا القصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف مختلفا فمن منع نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومن اجاز نظر الی انہ مستثنیٰ من عموم الخروج فرار الا انہ لم یتمحص الفرار وانما ھو لقصد التداوی۔ مؤلف کہتا ہے اگر بنظر امعان و تعمق دیکھا جائے تو ایسے

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

[illegible]

مکتوباتِ طیبات!

عشقیہ

معروف

احوال حضرات بہشتیہ طیبہ

از حضرت سید السادات نور المشائخ [illegible] عبد القادر ثانی [illegible] سیدنا
و مولانا [illegible] قبلہ [illegible]

باہتمام و رضا حضرت قبلہ صاحبزادہ شاہ غلام محی الدین صاحب دامت معالیہم

بسعی احقر الانام فتح الدین ساکن چک نمبر ۱۲۴ شمالی ضلع سرگودھا ڈاک خانہ دھریما

مطبوع خاطر گردید

[illegible] پریس [illegible] لاہور

تحریر نور محمد شفیع

[illegible] لاہور

تعداد ایک ہزار

قیمت ایک [illegible]

بعنایتہ الاوطار مولانا محمد نور علی صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علمائے دیار آنجناب کا بھی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے اور مولانا و استاذنا رئیس المحدثین استاذ مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرتنا مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث سہارنپوری کے فتویٰ جو یہ سوالات خمسہ سے ہیں کہ جسکی نقل زبان طالب علمی کی ہوئی احقر کے پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتویٰ مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے بہر نہج فتویٰ

سلہ اور دو فتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوس کے بدن پر نجاست نہیں بعد غسل کے حیض سے یعنے بعد پاک ہونے کے حیض سے غسل کرے اگر چاہ صغیر میں داخل ہوا اور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہو مگر غسل بعد اختتام ایام حیض کیا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے فتوے اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوس کے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہی عبارتہ واضح ہو کہ چاہ صغیر کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور چاہ دہ در دہ نہیں ہے تو آب چاہ پاک ہے یا ناپاک اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں دہ در دہ ہو اس کا اور حکم ہے چنانچہ درمختار شرح تنویر الابصار میں ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر علے ما مر ولا عبرۃ للعمق ینزح کل مائہا انتہی ۔ مختصراً بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوئیں میں جس میں آب کثیر نہیں ہے نجاست گر جاوے کل پانی نکالا جاوے گا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤ کے اعتبار سے کثرت آب کا موجب قول معتبر کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس جملہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذری وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ در دہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کے نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھ سے اوس میں ادہر کی نجاست دوسرے کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم اور ان کے دونوں شاگردوں کے اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب درمختار تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسپر عمل ہے اور تقدیر دہ در دہ کی جو امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے اوسکے بھی یہی معنی ہیں کہ ان کے تجربہ سے دہ در دہ اس کنارے کی حرکت سے دوسری طرف نجاست کا اثر نہیں جاتا اور دہ در دہ میں گز ساحت مسطحی کا معتبر ہے کہ جو پورا ایک ہاتھ بیچ کی انگلی سے اور چار انگل ہوتا ہے اس گز سے چوکور حوض میں یہ شرط ہے کہ چاروں طرف دس دس گز ہو تا کہ کل عرض طول پانی کا سو گز ہو جاوے اور اگر شکل کنوئیں کے گول حوض ہو یا کنواں ہی دہ در دہ ہو تو ضرور ہے کہ اس کا قطر یعنی بیچا بیچ کا خط گیارہ گز ہو اور گردہ چھتیس گز اس طرح

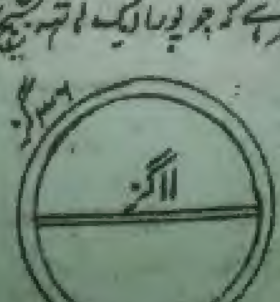

تا کہ حساب سے عرض طول پانی کا وہی سو گز ہو جاوے اسی طرح شامی اور کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے منہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ +

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّہْہُ فِی الدِّیْنِ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

تحقیق المسائل

معہ

چند مناظرات

از تصنیف لطیف علامۂ اجل فاضل بے بدل حامی سنن ماحی فتن حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولٰنا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی و خطیب مسجد وزیر خاں

(جسمیں)

استقاط سوم۔ چہلم برسی وغیرہ کا مدلل ثبوت اور کفن دفن کے احکام اور بذریعہ خط و کتابت مولوی رشید احمد گنگوہی سے انکی زندگی میں احکام طہارت چاہ اور قیام میلاد بشیر و نذیر صلی اللہ علیہ وسلم میں بدلائل واضحہ فیصلہ کیا گیا نیز غیر مقلدین کے لاینحل اعتراضات کا دندان شکن جواب اور دیوبندیہ وہابیہ کی پہچان کا طریقہ مثنوی شریف سے

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور

مل گئے تھے...... آپ نے فرمایا تیرہ آدمی بہت ہی متقی عالم ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہدایت پر تھے۔ اگر خدانخواستہ کسی دوسرے عقیدہ پر ہوتے تو کیا کیا کرتے۔

اگر میں یہ کہوں کہ میں دیوبندی نہیں ہوں تو یہ بالکل حق اور بجا ہے کیونکہ مذکورہ پہلوؤں سے میری دیوبند والوں سے کوئی بھی نسبت نہیں تھی۔ میرے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑوی نے سہارنپور اور علی گڑھ میں تعلیم حاصل کی۔ دیوبند کا مت تک نہ دیکھا تھا۔ ان کے استاد گرامی حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوری کے بارے جب دورانِ ملاقات حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے وہابی تھے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے جواباً فرمایا کہ اللہ ان پر رحمت فرمائے وہ تو بہت بڑے سنی تھے۔ البتہ صوفیاء کی رسوم کے پابند نہ تھے۔[۱]

جہاں تک بریلوی دیوبندی اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں سنی ہیں۔ البتہ دیوبندیوں کی کتب میں کچھ قابلِ اعتراض عبارات ضرور ہیں۔ جن سے مجھے قطعی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن مطلق اور غیر مشروط تکفیر بازی بھی ہمارے مشائخ کا طریقہ نہیں جیسا کہ سابقاً ذکر کیا گیا۔ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے گستاخ و بے ادب کو میں کافر اور واجب القتل سمجھتا ہوں۔ وہ کسی رعایت کا حقدار نہیں ہے۔ لہٰذا جن مسائل و عوام الناس میں اختلاف پایا جاتا ہے ان میں راہِ اعتدال پر گامزن ہوں۔ مکمل تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔[۲]

۱۔ ... ... ص 274، 275 ... 2002ء

۲۔ ... ص 305

فَاسْئَلُوْا اَہْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

(اگر تم خود نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو)

اَلْاِفَاضَاتُ السنیئہ

اَلْمُلَقَّبُ بِہٖ

فتاویٰ مہریہ

مجددِ دین وملت، فاتحِ قادیانیت حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی قدس سرہٗ العزیز

بایماء

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی قدس سرہٗ العزیز

باہتمام

حضرت پیر سید غلام معین الدین گیلانی قدس سرہٗ العزیز

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین گولڑہ شریف

ہے اور بحسب لسان حقیقت اعیان واسماء سب ظہورات ہیں حقیقت محمدیہ ﷺ کے۔ بنا ءعلیہ افضلیت اس کی سائر صفات پر ٹھہری۔ صفت تکوین ہو یا غیر اس کا۔ لہٰذا واعظ صاحب کو بوجہ عدم رسائی معنی علیہ دوسرے جملہ افضلیت علی القرآن میں بھی جاہل کہنا نامناسب نہیں۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ والحمدللہ اولاً و اٰخراً والصلوٰۃ والسلام منہ با طنا علیہ ظاھراً و اٰلہ وصحبہ۔

(دستخط خاص حضرت قبلۂ عالمؒ)

۶۔ مسئلہ امتناعِ نظیر

(آپ سے حضور ﷺ کی نظیر کے امتناع کے متعلق سوال کیا گیا حضور قبلۂ عالمؒ اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں)

اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت ﷺ کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فریقین اسماعیلیہ وخیر آبادیہ میں سے شکر اللہ تعالیٰ سعیہم۔ راقم سطور دونوں کو ماجور ومثاب جانتا ہے فانما الاعمال بالنیات ولکل امرءٍ مانوی[1] (سوا اس کے نہیں کہ اعمال کا ثواب نیتوں پر ہے ہر مرد کے لیے وہ ہے جو وہ نیت کرے)

مقدمات:۔ (۱) ممتنعاتِ ذاتیہ کا خروج احاطۂ قدرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے کمال ذاتی باری تعالیٰ پر دھبہ نہیں لگاتا۔ بلکہ یہ قصور راجع بجانب قابل ہے کہ ممتنع ذاتی قبولیت کا صالح نہیں۔

(۲) انقلاب حقائق واقعیہ کا خواہ معدودات سے ہوں مثل انسان، فرس، بقر، غنم کے یا مراتب عددیہ سے ہوں مثل ایک دو تین چار یا مختلفہ یعنی معدود بحیثیت عروض مرتبہ عددی مثلاً زید جو اول مولود ہے۔ بہ نسبت باقی اولادِ عمرو کے ممتنع بالذات ہے۔

(۳) نظیر کسی چیز کی اسی کو کہا جاتا ہے کہ علاوہ مشارکت نوعی کے اوصاف ممیزہ کاملہ میں اس چیز کی ہم پلہ ہو۔

(۴) آنحضرت ﷺ بحسب الحقیقۃ الروحانیۃ النوریۃ اوّل مخلوق ہیں اول ما خلق اللہ نوری[2] (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا)

اول ماخلق اللہ العقل تصریحات محققین از اہل کشف وشہود اس پر شاہد ہیں کما قال الشیخ

[1] صحیح بخاری باب کیف بدء الوحی، ج ۱ ص ۲، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

[2] مدارج النبوۃ، ج ۲، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور

اجماعی عقیدہ میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کافی کوشش کی گئی تھی۔ کتاب اُردو میں ہے جس سے اکثر طبقہ فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔

(۳) سیف چشتیائی:۔ یہ کتاب حیات مسیح علیہ السلام کے موضوع پر قادیانیت کے رَدّ میں لکھی گئی ہے اور بلاشبہ اس موضوع پر قوت استدلال اور طرز بیان کے لحاظ سے بے نظیر ہے اور ہر طبقہ کے علماء میں مقبول ہے۔

(۴) فتاوٰی مہریہ:۔ یہ کتاب آنجناب ؒ کے قلمی فتاوٰی کا مجموعہ ہے۔ جس میں بغرض سہولت آپ کے دیگر تصنیفات میں مختلف مقامات پر بیان کردہ بعض دیگر مسائل بھی ساتھ شامل کردیے گئے ہیں۔ جو کہ اہل علم وعقیدت حضرات کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔

(۵) اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان وما اہل بہ لغیر اللہ:۔ یہ کتاب وما اہل بہ لغیر اللہ کی تفسیر ہے۔ جس میں مسائل نذر ونیاز، سماع موتٰی، استمداد اولیاء کرام وغیرہ کو نہایت ہی شستہ انداز میں بیان فرمایا گیا ہے اور ان مسائل میں مدت سے اہل اسلام میں جو اختلاف چلا آرہا تھا اسے نہایت ہی اعتدال وانصاف کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۶) مکتوبات طیبات:۔ یہ کتاب آنجناب ؒ کے خطوط اور تحریرات کا مجموعہ ہے۔ جو وقتاً فوقتاً آپ نے احباب اور متعلقین کو لکھے ہیں اور اکثر اُردو میں ہیں۔ جن کے مطالعہ سے شریعت وطریقت کے بہت سے مسائل حل ہو جاتے۔

(۷) ملفوظات طیبات:۔ یہ آنجناب ؒ کے علمی وروحانی ارشادات کا مجموعہ کا ترجمہ اردو طبع ہو چکا ہے۔

135011

دعوتِ اسلامی کے خلاف پروپیگنڈے کا جائزہ

یعنی

حسد کی آگ انجینیئر کے سر میں

مؤلف

ابو الطیب محمد یونس ظہور قادری رضوی

تنظیم اہلسنت ۔ پاکستان

کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت میاں غلام اللہ رحمۃ اللہ علیہ دربار شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور اُن کے وصال کے بعد اب اُن کی اولاد دربار شریف کی سجادگی کے فرائض انجام دے رہی ہے۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اکثر و بیشتر ہوتی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کر کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ دیوبندی علماء سے فارغ التحصیل ہیں اس لئے اب وہ مولویوں کی طرح قادیانیوں سے اُلجھ رہے ہیں ورنہ اولیاء کو مناظروں سے کیا واسطہ ہے؟ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان باتوں کا ذکر تونسہ شریف عرس کے موقع پر حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور کہا کہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کبھی تونسہ شریف حاضر نہیں ہوتے۔

حضرت خواجہ دین محمد المعروف حضرت ثانی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا تذکرہ سیال شریف عرس کے موقع پر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ کبھی تونسہ شریف ضرور جائیں کیونکہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پر کچھ بار معلوم ہوتا ہے جس کا رفع ہونا بے حد ضروری ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سیال شریف میں عرس کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد سیدھا تونسہ شریف روانہ ہو گئے حالانکہ اس وقت جولائی کا مہینہ تھا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی ملاقات ایک مسجد میں نماز کے بعد ہوئی جس میں سلام دعا اور مزاج پرسی کے علاوہ کوئی بات نہ ہوئی۔ اگلے روز دونوں حضرات میں تفصیلی ملاقات ہوئی جس میں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر اٹھائے گئے اعتراضات کو بیان کیا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مناظرات کے حوالے سے اعتراض پر جواب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿الف﴾

الجواب بعون اللہ تعالیٰ:

"ابلیس کا رقص" کتاب کا مطالعہ کہیں کہیں سے کیا۔ جس میں انجینئر سعید حسن صاحب بریلوی نے معزز و مؤقر علماء کرام کو نشانہ بنایا اور جن باتوں کا انہوں نے دعوتِ اسلامی کے بانی اور ان کے کارکنان پر الزام لگایا پھر انہوں نے علماء کرام کی توہین کی ان ساری باتوں سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ "کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے"۔ پہلی بات یہ کہ انجینئر سعید حسن خان کوئی عالم فاضل نہیں۔ اور نہ ہی ان کو کسی نے یہ ذمہ داری سونپی جس پر اتنی بڑی کتاب لکھ ڈالی۔ اس کے پروگرام سے اگر کچھ باتیں اخذ کی تھیں یا تحریری طور سے انہیں دستیاب ہوئی تھیں ان پر لازم تھا کہ وہ علماء اسلام سے رجوع کرتے اور اس پر جو حکم شرع علماء کرام ان کو سناتے اسے وہ با اجازت علماء کرام چھاپتے کہ واقعی ایسے پروگرام سے لوگ گمراہ ہو رہے ہیں یا گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں خصوصی وی کا مسئلہ علماء کرام کے مابین مختلف فیہ ہے۔

ابلیس کا رقص جو انہوں نے تصنیف کی جس میں جا بجا انہوں نے فتویٰ دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔ شرعی احکامات کی معلومات عالم کو اور اس کے احکامات بیان کرنے کی ذمہ داری بھی عالم پر ہے۔ ابلیس کا رقص پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح علماء کرام کو نشانہ بنایا گیا اور ان کی توہین کی گئی اسے کیا کہیں؟ "ابلیس کا رقص کہیں یا "سعید حسن کا رقص"۔ محقق علماء کرام نے لکھا ہے کہ جو شخص علماء کرام کی توہین کرے اس کی بیوی بائنہ ہو جاتی ہے۔ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ میں ایک حدیث حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ علماء کرام اور اشراف و سادات کرام کو ہلکا نہیں جانے گا مگر تین میں سے ایک یا تو منافق ہوگا یا حرامی ہوگا یا حیضی بچہ۔

جسے اللہ چاہے) ایسے آدمی کو کچھ کہنا بھی بے سود ہوتا ہے۔ جیسے پتھر میں پانی کچھ اثر نہیں کرتا۔ اور ایسے شخص سے گلہ شکوہ کرنا گویا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف ہے۔ بلکہ میرا شکوہ تو حضرت مفتی سید کفیل ہاشمی صاحب سے ہے جنہوں نے انجینئر موصوف کی کتاب ''ابلیس کا رقص'' پر ایک طویل تقریظ لکھ کر ہمارے دلوں کو مجروح کیا ہے۔ کیا جس کتاب میں علماء کرام و مفتیانِ عظام کے خلاف زہر اگلا گیا ہو۔ قادریوں کو پادری لکھا ہو۔ اور مفتیانِ عظام کو کالی بھیڑیں لکھا ہو ایسے مصنف اور اس کی کتاب کو کیا تعریفی کلمات سے نوازا جا سکتا ہے؟ اور جن کے دمِ قدم سے سنیت کو ہر طرف سے بہار آ جائے اور جن کی تحریک دعوتِ اسلامی سے مسلکِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا بول بالا ہوا ان ہی کو وہابیت کی طرف دھکیلنا اور ان کو مشکوک کہنا یہ کون سا انصاف ہے۔

واللہ! میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مجھے اپنے مرشدِ کریم شیخ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ ابو البلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے پاس حاضری کا شرف بھی حاصل ہوا ہے آپ کی اکثر کتابیں اور رسائل بھی پڑھے ہیں۔ آپ کی زیادہ تر کتابوں کے حوالے اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امامِ احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ اور آپ جب بھی اعلیٰحضرت امامِ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمان کا نام نامی اسمِ گرامی لیتے ہیں تو ایسے القابات سے زبان کو تر فرماتے ہیں کہ شائد ہی کسی کو یہ انعام نصیب ہو۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا آئیڈیل (IDEAL) اعلیٰحضرت، عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کو بنایا ہے۔ اور جب آپ دامت برکاتہم العالیہ بریلی شریف ۱۹۹۸ء میں تشریف لائے تھے تو اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے دربار میں ننگے پاؤں حاضری کا شرف حاصل کیا تھا۔

ضیائے مہر

سوانح حیات

حضرت پیر سید غلام محی الدین گیلانی
بابوجی رحمۃ اللہ علیہ

باجازت

حضرت پیر سید شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

تالیف

مولانا مشتاق احمد چشتی

مفتی و خطیب درگاہ عالیہ گولڑہ شریف

ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ مولانا محمد نعمت اللہ الہٰ آبادیؒ، شیخ الجامع علامہ غلام محمد گھوٹویؒ، مولانا محب النبیؒ، مولانا عبدالغفور ہزارویؒ، مولانا فیض احمد فیضؒ، مولانا عبدالرزاقؒ، مولانا غلام مہر علی چشتیؒ، مولانا محمد عبدالشکور ہزاروی، مولانا جی۔اے۔حق محمد چشتی، مولانا محمد عمر (سابقہ خطیب جامع مسجد گولڑہ شریف)، مشتاق احمد چشتی (مؤلف کتاب ہذا)، مولانا محمد اشرف چشتی اور مولانا احمد حسن چشتی۔ تقریر کی ذیل میں ان تمام علماء کے ناموں کو یکجا کر دیا گیا ہے تا کہ عوام وخاص ان کی خدمات جلیلہ سے آگاہ رہیں۔

اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ "مؤلف مہرِ منیر"

حضرت مولانا مفتی فیض احمد فیضؒ کی شخصیت کو علماء فضلاء کے حلقہ میں نہایت عزت واحترام کا مقام حاصل ہے۔ انہوں نے اپریل ۱۹۶۰ء میں آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر حضرت بابوجیؒ کے ارشاد پر تدریس وافتاء اور خطابت کے فرائض سنبھالے۔ اس سے پہلے وہ اُستاذ العلماء مولانا مہر محمدؒ کے درس میں اعلیٰ منتہی کتابوں کی تدریس کرتے رہے۔ حضرت بابوجیؒ کے حسب ارشاد موضع چپلاں واقع ضلع میانوالی میں ایک طویل مدت تدریسی وتبلیغی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب حضرت بابوجیؒ کے حتمی ارشاد پر مفتی صاحب نے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں اپنی خدمات کا آغاز کیا تو اس وقت راقم الحروف درسِ نظامی کے آخری اسباق پڑھ رہا تھا۔ تفسیر بیضاوی، قاضی مبارک، مسلم الثبوت، میر زاہد امور عامہ، جامع ترمذی اور مؤطا امام مالک وغیرہ میرے زیرِ مطالعہ تھیں۔ مولوی محمد اشرف صاحب خطیب جہانیاں منڈی میرے ہم سبق تھے، مفتی فیض احمد فیضؒ نے ہمیں تمام اسباق بڑی محنت اور بالغ نظری سے پڑھائے۔ بحمدہ تعالیٰ راقم الحروف سالانہ امتحان میں اوّل رہا۔ ہمارے ممتحن علامہ عبدالحیٔ چشتیؒ پروفیسر جامعہ گوجرانوالہ تھے۔ حضرت مفتی فیض احمد فیضؒ نے تدریس کے علاوہ خطابت اور افتاء کا مشکل کام بھی سنبھالا ہوا تھا، بعد میں حضرت اعلیٰؒ کی تصانیف کی طرف توجہ دی اور انہیں

نہیں ہے۔ چنانچہ آیتِ کریمہ میں بشر کے بعد یوحیٰ الیّ اور تشہد میں عبدہٗ کے بعد رسولہٗ اور کلام اہل فضیلت و عرفان میں ہے۔

فمبلغ العلم فیه انهٗ بشرٌ   وانهٗ خیر خلق اللّٰه کلّهم[1]

(علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں)

میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام قنازعین اہل سنت والجماعت سے ہیں اور ذکرِ آنحضرت ﷺ کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظِ بشر کا اطلاق جائز کہیں۔ البتہ ان کا خیال ہے کہ بقصد تحقیر لفظ بشر کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز۔ مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر بیان کر چکا ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمامِ کلماتِ تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

٣۔ رہا آنحضرت ﷺ کا بالجسد العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر و ناظر ہونا تو یہ امر مختلف فیہ ہے فقائلٌ و منکرٌ ولکل وجهةٌ میرے خیال میں ظہور و سریانِ حقیقت احمدیہؐ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اس کو حقیقت الحقائق کہتے اور لکھتے ہیں فھو نورہٗ ﷺ اولاً جو بصورت معنویہ قلب تقی نقی اور جسد شریف عنصری کے ظاہر ہوا۔ ظہورِ آنحضرت ﷺ بصورۃ مثالیہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان و ہر زمان میں احادیثِ صحیحہ میں ثابت ہے۔ جس کا اقرار واقعی حضرت ﷺ کا اقرار اور اُس کا انکار آپ ﷺ کا انکار مانا گیا ہے کما فی حدیث البخاری فی کتاب الایمان[2] اہلِ تجربہ کو ظہورِ کذائی مثالی کا کراتاً مراتاً اتفاق ہوتا رہتا ہے البتہ ظہورِ آنحضرت ﷺ کا بجسدہ العنصری العینی کا پتہ بعض اہلِ مشاہدہ کے ہاں ملتا ہے اور بلحاظ واقعہ معراج شریف وخصائص ولوازم مختصہ جسد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد بھی نہیں ھذا ما عندی و العلم عند اللّٰه۔

آخری معروض:۔

آنحضرت ﷺ نے دربارہ حضرت سیدنا حسنؓ فرمایا تھا کہ ابنی هذا سیّدٌ لعل اللّٰه یصلح به بین الفئتین من المومنین[3] (میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی

---

1. قصیدہ بردہ شریف فصل فی مدح الرسول ﷺ ص ١١۔   2. صحیح بخاری ١/٣٢٢ الطبعۃ الثالثۃ ١٤٠٧ھ دار ابن کثیر الیمامہ بیروت۔
3. صحیح بخاری الباب مناقب امام حسن ١/٥٣٠ رقم الحدیث ٣٧٤٦ قدیمی کتب خانہ کراچی

چند ضروری تصریحات

علمائے دیوبند کی بعض عبارات اور اشعار پر میرا تبصرہ پڑھ کر میرے ایک شناسا دیوبندی عالم کہنے لگے تم نے علمائے دیوبند پر کڑی تنقید کی ہے' ایسے سخت الفاظ نہیں لکھنے چاہئیں۔ مَیں نے جواباً گزارش کی: آپ یہ فرمائیں کہ مَیں نے اس پورے تبصرے میں کسی دیوبندی عالم کا نام لے کر اُسے مُشرک یا کافر کہا ہے؟ یا کہیں یہ لکھا ہے کہ دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے تمام افراد کافر یا مُشرک ہیں۔ کہنے لگے کہ یہ الفاظ تو تم نے نہیں کہے۔ مَیں نے کہا کہ ہمارے حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کسی کلمہ گو کو کافر یا مشرک کہنے کے حق میں نہیں تھے اور نہ کبھی آپ نے کسی دیوبندی کو کافر یا مُشرک قرار دیا۔ آپ کی تصانیف موجود ہیں' جو دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے برعکس بعض متشدد علمائے دیوبند نے ہمارے اکابر کا نام لے کر ان کے لیے سخت وسُست الفاظ استعمال کیے اُن کے اشعار کا استہزاء کیا اور اُن کے مُریدین کو مشرک اور کافر کہہ دیا؛ اگرچہ جواب آں غزل کے طور پر ہم بھی ایسا کر سکتے تھے' مگر یہ ہمارے اسلاف کرام کا طریقہ نہیں۔ حضرت داتا علی ہجویریؒ' حضرت پیرانِ پیرؒ' حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور دیگر اولیائے امت کے لیے بعض کتابوں میں ایسے سخت الفاظ اور جُملے نظر سے گزرے ہیں کہ انہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے' اگر خوفِ طوالت دامن گیر نہ ہوتا تو ہم وہ تمام عبارات مع حوالہ جات نقل کر کے بتاتے کہ ہمارے بزرگوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا اور انہیں کیا کچھ نہیں کہا گیا' اس کے باوجود ہم اپنے کسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِھدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ۙ
صِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم

راہ و رسمِ منزل ہا

تصوّف اور عصری مسائل

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

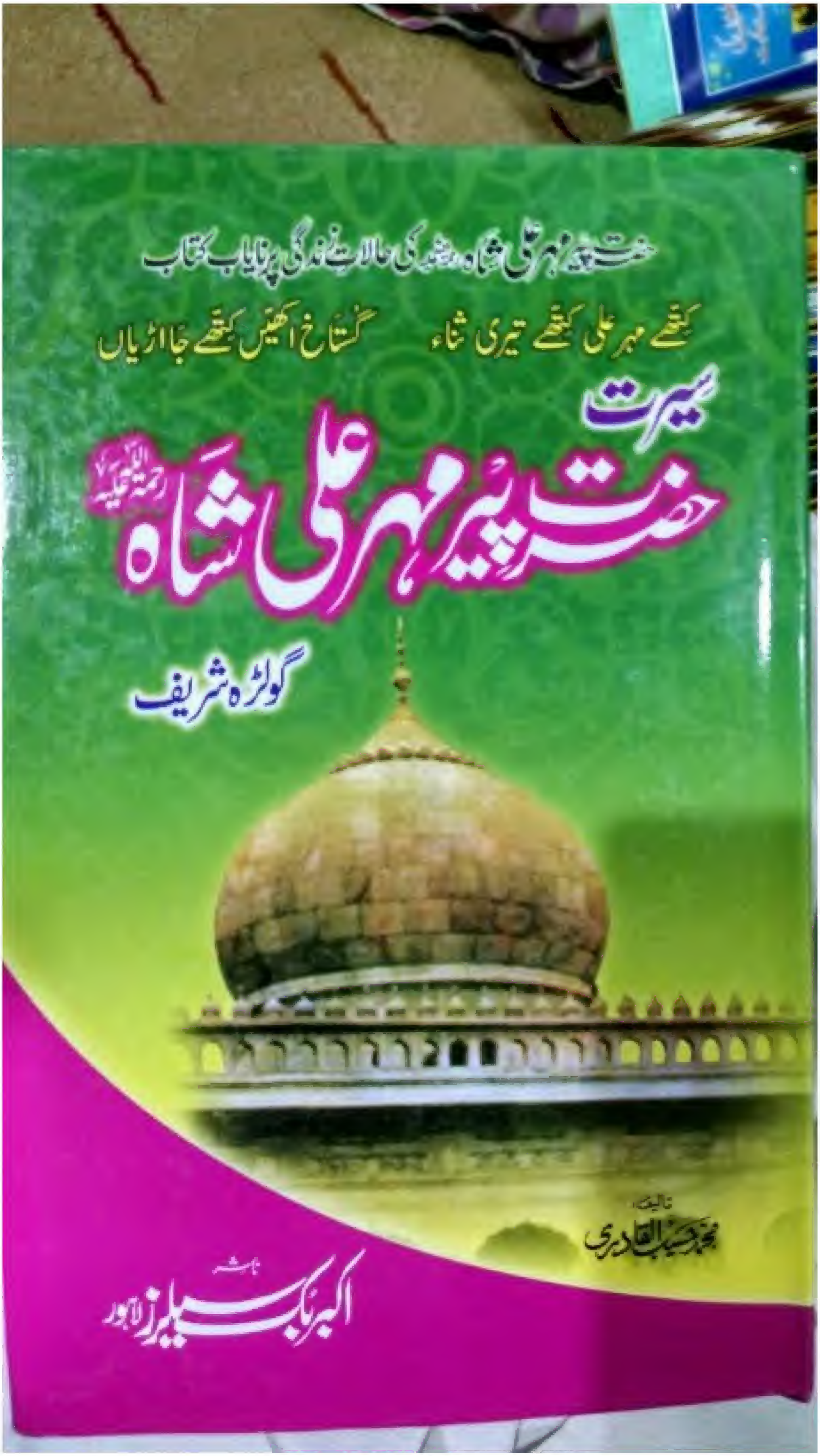
حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
سیرت
حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
گولڑہ شریف
تالیف
محمد حسیب القادری
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

بریلوی اکابر پیر جماعت علی شاہ مجلس احرار کے عقیدت مند اور حمایتی تھے

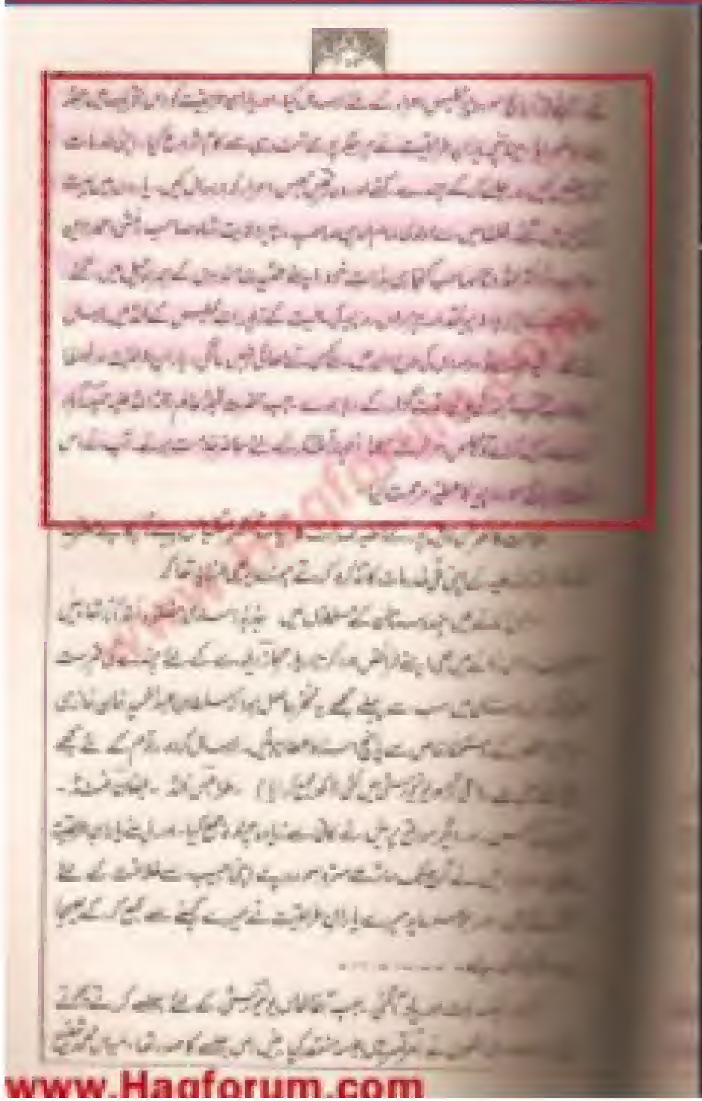

پیر جماعت علی شاہ نے مجلس احرار کیلیے پانچ سو روپے چندہ دیا اور اپنے عقیدت مندوں کو مجلس احرار میں شامل ہونے کی تلقین بھی کی

کتاب: سیرتِ امیر ملت صفحہ نمبر 403،402

پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے علمائے اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کی تکفیر نہیں کی

۱۲

ہیں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہوئے۔ اعتراض سوم یہ ہے کہ ملفوظاتِ مہریہ میں مرد اُمتی کے سیدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدم جواز سے اور ہر صورت میں اور آہ اور بر سے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلہ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا۔ نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں ان کی اور ان کی جُوتی کی توہین کرنے والے پر تو کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتویٰ لگائیں۔

تکفیر کا فتویٰ حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلیٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماء حرمین الشریفین نے اُن گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؛ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب تاقلین کی چیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیثِ ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا جملہ قرآن کی طرح

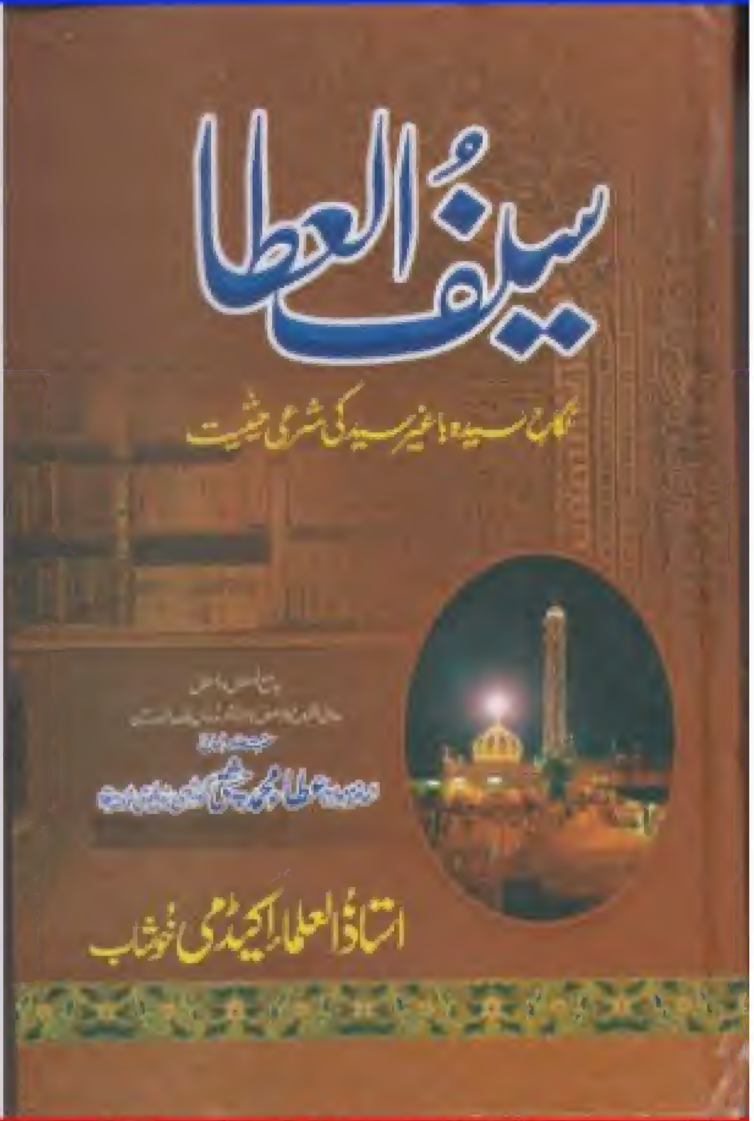

www.FaceBook.com/RazaKhaniFitna

تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی

کے بدن مبارک کی طرف غور جو کیا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریبا دس یا
منٹ تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو
نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے
میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے
میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ
باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب! اللہ تعالی کے ایسے بندے
بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں
آ جاتے ہیں۔

ب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالی
لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ عاجز سے
ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جار
ہیں۔ میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ
تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی
علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار جا رہا تھا۔ آخر مولانا سے
گیا اور پہنچ گیا۔

ریف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف
میں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر
یف پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھم صلّ علی سیّدنا محمد وعلی ال سیّد نا
بعد دکلِ ذرّۃٍ مائۃ الفِ الفِ مرۃٍ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی
اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ عجیب فیض اس وقت وارد

تحقیق الاکابر

فی قدم

الشیخ عبد القادر

فائدہ

یہ جاننا ضروری ہے کہ بعض بزرگان دین نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں مختلف روایات بیان کی ہیں جو آپ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں مگر بعض روایات مطلق تھیں چونکہ آپ سید الاولیاء ہیں آپ کے لئے تقدم وتاخر کی روایات حضرت خضر علیہ السلام کے علاوہ بھی واقع ہوئی ہیں اور آپ کی فضیلت متقدمین ومتاخرین مشائخ دونوں پر یکساں وارد ہوتی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شہود عدول کی مثبت زیادت راجح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی حکایات اور معاملات کی تمام اولیائے وقت نے تائید وتوثیق کی ہے۔اس طرح کی تعظیم کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کے مناقب اور مآثر اتنے زیادہ ہیں کہ بہجۃ الاسرار اور دوسری ہزاروں کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں------

یاد رہے کہ قدم کے آگے سر رکھنے کے بارے میں بعض لوگوں کو اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ محض نا سمجھی ہے ورنہ حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی وضاحت خود فرمائی ہے کہ :

ہر ولی کے قدم نبی کے قدم پر ہوتے ہیں اور میرا قدم میرے جد مکرم ﷺ کے قدموں پر ہے۔ حضور کا قدم اٹھتے ہی میں نے اپنا قدم آپ کے نشان پا پر رکھا ہے۔ میرا یہ قدم اقدام نبوت پر ہوتا ہے اس مقام کو نبی کے بغیر کوئی نہیں پاسکتا اور یہ بات جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خاص تھی۔ اور آپ ہی کو نصیب ہوئی۔ تحقیقی جائزہ کے مصنف نے اسے عام رکھ کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان گھٹانے کی سعی ناکام کی ہے' اس کا انجام ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب دیکھ لے گا۔ کیونکہ اولیاء کے گستاخ کا انجام برا ہوتا ہے' بالخصوص سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گستاخ کی تباہی تو اور زیادہ عبرتناک ہے-----

بہر حال فقیر نے اس رسالہ میں صرف اور صرف اثباتی پہلو سامنے رکھ کر یہ رسالہ تیار کیا

جو لوگ شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ پر "امتناع النظیر" کی وجہ سے کفر کے فتوے لگاتے ہیں وہ
حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا فتوی دیں گے جو ایک آن میں محمد ﷺ جیسے کروڑوں
پیدا کرنے کی خدائی قدرت کا کھلے لفظوں اقرار کر رہے ہیں

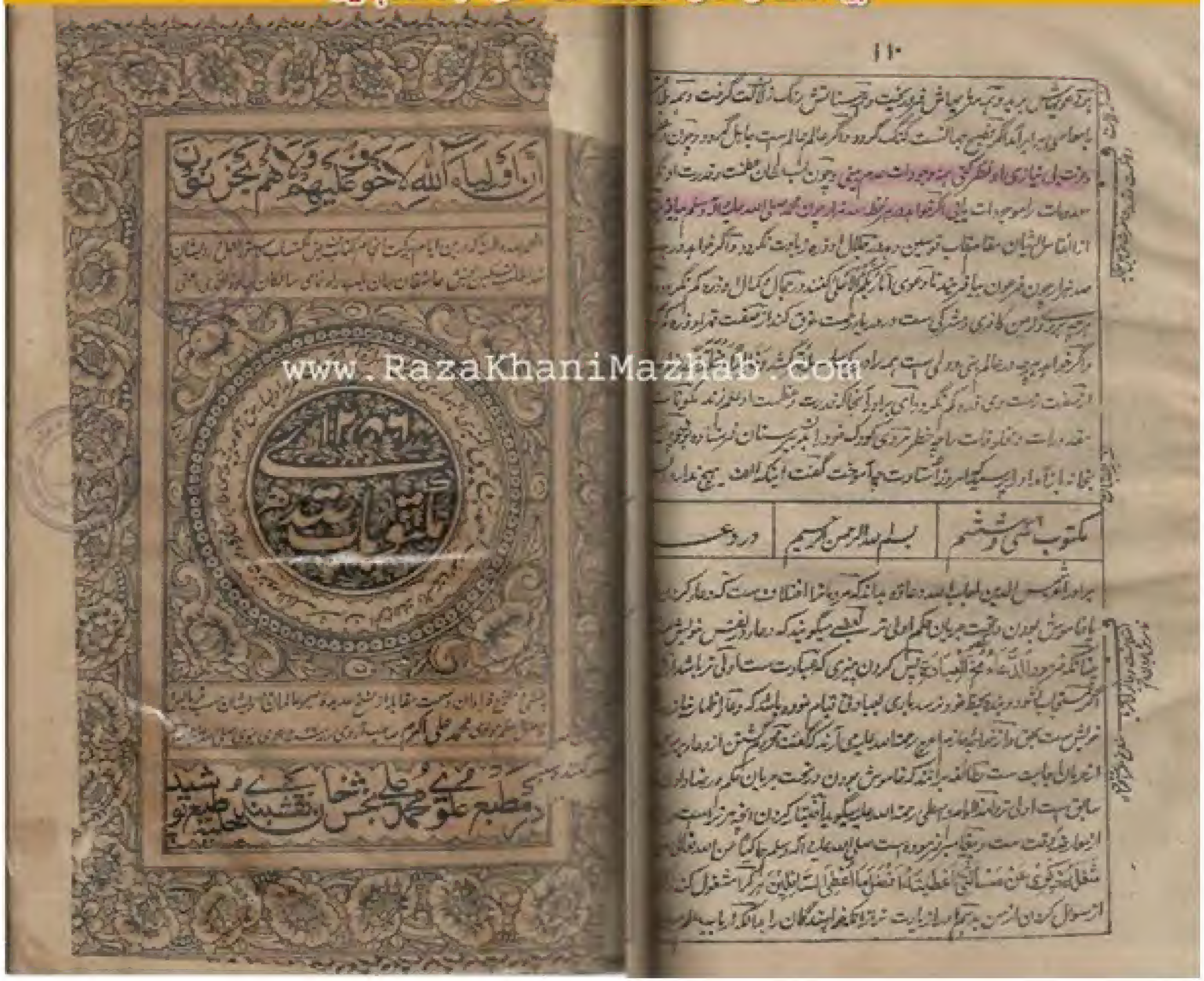

www.RazaKhaniMazhab.com

اور ایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہیئے یہ ہے کہ ولایتِ خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ عروج و نزول کے تمام طریقوں میں دوسرے تمام مراتب وولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جناب عروج میں تو اس طرح کہ لطیفہ اخفیٰ کی فنا اور اس کی بقاء اسی ولایتِ خاصہ کیساتھ مختص میں ہے۔ باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفہ خفی تک ہے۔ یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج مقام رُوح تک ہے۔ اور بعض کا عروج سِر تک۔ اور کچھ دوسروں کا عروج لطیفہ خفی تک ہے۔ اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد ہے۔ اور جانب نزول میں اس طرح کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے اولیا کے اجسادِ عاہرہ کو بھی اس ولایت کے درجاتِ کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو شب معراج جہاں تک خدا تعالےٰ نے چاہا جسدِ عنصری کیساتھ عروج حاصل ہُوا۔ اور آپ پر جنت اور دوزخ پیش کئے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے جن علوم کی وحی آپ پر نازل کرنی تھی نازل کی۔ اور وہاں آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے گئے۔ اور اس طرح کی معراج حضور سید الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ اور وہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے موصوف ہیں اور آپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اسی مرتبہ مخصوصہ سے حصہ ملتا ہے۔ مصرعہ: وللارض من کاس الکرام نصیبُ۔ کریم لوگوں کے پیالے میں زمین کا بھی حصہ ہے۔ اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ دُنیا میں رویت کا وقوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور جو اولیاء کرام آپ کے قدم کے نیچے ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت کی حالت نہیں۔ اور رویت اور اس حالت میں فرق اصل اور فرع اور شخص اور اس کے سایہ کا فرق ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک دوسرے کا عین نہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳۶

یہ مکتوب بھی مُلا محمد صدیق کی طرف صادر فرمایا:

تسویف (یعنی نیک کام میں ٹال مٹول) اور مطلوبِ حقیقی کے حصُول میں تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔

آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہُوا۔ چونکہ قاصد رمضان المبارک کے آخری عشرہ متبرکہ میں پہنچا۔ اس لئے اس ہفتہ کے گزرنے کے بعد جواب کا پروگرام بنایا۔ خانخاناں کے خط کا جواب اور خواجہ عبداللہ کے خط کا جواب ارسال کر دیا ہے۔ اسے ملاحظہ کرلیں۔ اس دفعہ تمہارا فوج میں جانا فقیر کے نزدیک غیر معقول نظر آتا ہے معلوم

لہٰذا بغایۃ الاظہار مولانا محمد نور علی صاحب اور مولانا محمد احسن صاحب نانوتوی برادر مولانا مظہر صاحب
اور مولانا مظہر صاحب مرحوم علمائے دیار آنجناب کا بھی یہی فتویٰ معلوم ہوتا ہے اور مولانا و استاذنا
رئیس المحدثین استاد مولانا محمد قاسم صاحب مغفور حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم مغفور محدث
سہارنپوری کے فتویٰ اجوبہ سوالات خمسہ سے یہی کہ جسکی نقل زبان طالب علمی کی ہوئی احقر کے
پاس موجود ہے جواب سوال رابع سے یہی فتویٰ مولانا مرحوم کا بھی ظاہر ہے بعینہٖ فتویٰ

سلہ اور وہ فتویٰ یہ ہے جو عورت حائضہ کہ اوس کے بدن پر نجاست نہیں بعد غسل کے حیض سے یعنی بعد پاک ہونے کے حیض سے غسل کرکے اگر چاہ صغیر میں داخل ہوا اور زندہ برآمد ہو جیسا کہ سائل نے کہا ہے کہ کوئی نجاست حکمی یا حقیقی اوسکے جسم اور کپڑے پر نہ ہو مگر غسل بعد انقطاع دم حیض کیا ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے فتوے اسپر ہے کہ چاہ پاک ہے اور نجاست حقیقی اوس کے بدن یا کپڑے پر ہو تو چاہ ناپاک ہے تمام پانی نکالنا ضرور ہے انتہیٰ علیا تہ واضح ہو کہ چاہ صغیر کی قید مولانا نے اس واسطے لگائی ہے کہ سوال میں یہ عبارت درج ہے اور چاہ دہ دردہ نہیں ہے تو اب چاہ پاک ہے یا ناپاک اس سے یہ امر ظاہر ہے کہ چاہ کبیر یعنی جو کنواں دہ دردہ ہو اس کا اور حکم ہے چنانچہ در مختار شرح تنویر الابصار میں ہے اذا وقعت نجاسۃ فی بیر دون القدر الکثیر علی ما مر والا عبرۃ للعمق یترح کل ماءھا انتہی مختصراً بقدر الحاجۃ یعنی جب کنوئیں میں جس میں آب کثیر نہیں ہے نجاست گر جاوے کل پانی نکالا جاوے گا اور آب کثیر کی مقدار پہلے بیان کی گئی اور گہراؤ کے اعتبار سے کثرت آب کا موجب قول معتبر کچھ اعتبار نہیں ہے شامی اس جملہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ آب کثیر کی مقدار جو پہلے گذری وہ یہ ہے کہ یا تو پانی دہ دردہ ہو یا اتنا ہو کہ دیکھنے والے کے نزدیک حرکت وضو سے یا ہاتھ سے اوس میں اوپر کی نجاست دوسرے کنارے تک نہ پہونچے اور یہی قول آخر صحیح اور مختار ہے نزدیک امام اعظم صاحب کے دونوں شاگردوں کے اور یہی ظاہر الروایت ہے صاحب در مختار تحریر فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں ہے کہ یہی مذہب ہے اور اسپر عمل ہے اور تقدیر دہ دردہ کی جو امام محمد رحمۃ اللہ سے مروی ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ اون کے تجربہ سے دہ دردہ اس کنارہ کی حرکت سے دوسری طرف نجاست کا اثر نہیں جاتا اور دہ دردہ میں گز ساحت مساحتی کا معتبر ہے کہ جو پیمانہ ایک ہاتھ ہیچ کی انگلی کے

اور چاہ مدور کل ہوتا ہے اس گز سے جو کہ وہ حوض میں ہے شرط ہے کہ چاروں طرف دس دس گز ہو تاکہ کل عرض طول پانی کا سو گز ہو جاوے اور اگر شکل کنوئیں کی گول ہو حوض ہو یا کنواں ہو اور دہ دردہ ہو تو ضرور ہے کہ اس کا دور [illegible] ہاتھ کا [illegible]
[illegible]

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب مسمّی بہ

تحقیق المسائل

معہ

چند مناظرات

از تصنیف لطیف علامہ اجل فاضل بے بدل حامی سنن ماحی فتن حاجی الحرمین
الشریفین حضرت مولانا مولوی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب مفتی و خطیب مسجد وزیر خاں

(جس میں)

اسقاط، سوم، چہلم، پیر پرستی وغیرہ کا مدلل ثبوت اور کفن دفن کے احکام مندرجہ رشیدیہ
مختار کتاب مولوی رشید احمد گنگوہی سے انکی زندگی میں احکام طہارت چاہ اور قیام
میلاد و بشریت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بدلائل واضحہ فیصلہ کیا گیا نیز غیر مقلدین کے لاینحل
اعتراضات کا دندان شکن جواب اور دیوبندی وہابیہ کی پہچان کا طریقہ مثنوی شریف سے

ماڈرن پرنٹنگ پریس لاہور

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ایک تقریر کی تھی جو وہاں کے اداشناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر اُدھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بایں حال چند اُمور دریافت طلب ہیں۔ جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا اگر سوالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

۱۔ اوّل یہ ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ نے تعلیم حقیقت زمان کے متعلق کیا کہا ہے اور ائمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے۔

۲۔ یہ تعلیم شیخ اکبرؒ کی کون کون سی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں۔ اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اوّل کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

۳۔ حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقت زمان پر بحث کی ہو تو اُن بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ صاحب مرحوم و مغفور نے مجھے عربی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا اُس کا نام تھا درایۃ الزمان۔ جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے۔ مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے اس لیے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سُنا ہے کہ جناب نے درس و تدریس کا سلسلہ ترک فرما دیا ہے اس لیے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا۔ لیکن مقصود چونکہ خدمت اسلام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس تصدیعہ کے لیے جناب معاف فرمائیں گے۔ باقی التماس دُعا۔

مخلص محمد اقبال

مہرِ منیر

سوانح حیات

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب

نور اللہ مرقدہٗ

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔(الا من وفقہ اللہ عزوجل)

﴿افسوس بالائے افسوس﴾

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام ''تکفیر کے اُصول'' میں اپنے پیچ کی ایک ایسی بات کی تصدیق وتوثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے ''تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس'' کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے؛

''یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفر یہ رکھنا یا اقوال کفر یہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے اَحوط واسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔جس کو

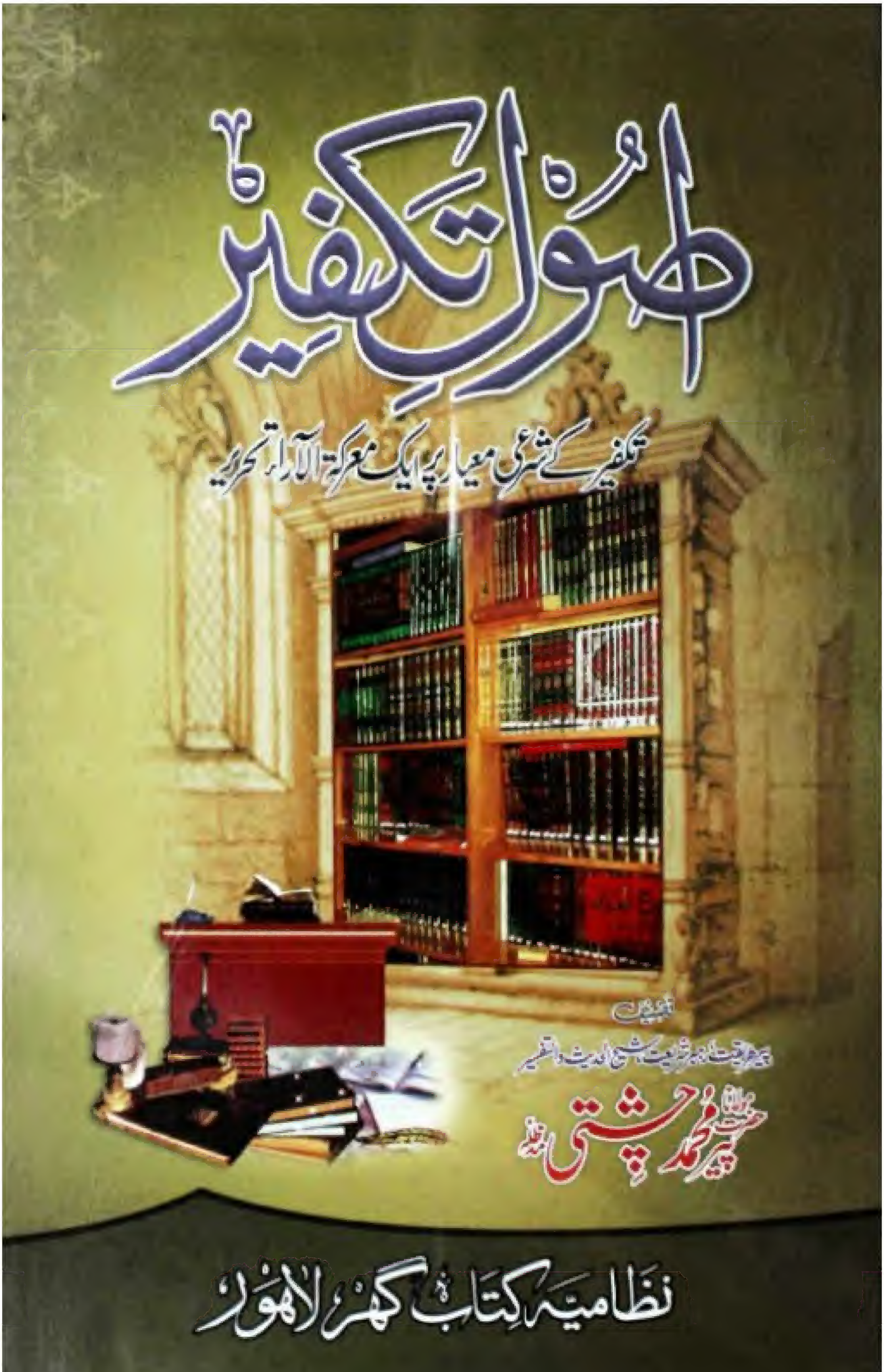
اصولِ تکفیر
تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر
تصنیف
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت پیر محمد چشتی مدظلہ
نظامیہ کتاب گھر لاہور

''مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی''

اِس سے بھی زیادہ قابل افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصول تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہء زمان بے احتیاطی و نا اُسلمی کو اَحوط و اسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالَم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے؛

ہمیں اکابر و ہمیں رہنما
عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی ''وصول الافکار الی اصول الاکفار'' تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ' امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاویٰ رضویہ' میر سید السند کی شرح مواقف' امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد و شرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاویٰ کبریٰ اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرِفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دارالافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصول تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

حرام الفاظ اور کُفریہ کلمات کے مُتعلِّق علم سیکھنا فرض ہے۔

(فتاوٰی شامی جلد ۱ صفحہ ۱۰۷)

کُفریہ کلمات کے بارے میں سُوال جواب

اللہ عزوجل کو ''اوپر والا'' کہنا کیسا؟ 109

''فلاں اللہ والا لگتا ہے'' کہنا کیسا؟ 129

رشوت کو ھٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ کہنا کیسا؟ 180

کیا اہلِ عرب کو برا بھلا کہنا کفر ہے 290

''جھوٹ بولا تو کیا برا کیا!'' کہنا کیسا؟ 390

''آج نماز کی چھٹی ہے'' کہنا کیسا؟ 503

کافر کو مسلمان کرنے کا طریقہ 551

تجدید ایمان کا طریقہ 621

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

مکتبۃ المدینہ

(دعوت اسلامی)

SC1286

فرمانِ مصطفٰے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر دُرُود شریف نہ پڑھے تو لوگوں میں وہ کنجوس ترین شخص ہے۔

تصوُّر کیا تو بیشک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافِر و مُرتَد ہیں اور ان سے وُہی مُعامَلہ برتنا واجِب جو مُرتَدین سے برتا جائے! اوران کی شرکت کسی طرح روا نہیں، اور شریک ومعاون سب گنہگار۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

کافِر کو مرحوم کہنا کیسا؟

سُوال: اپنے مرے ہوئے **مُرتَد** باپ کو **مرحوم** کہہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اِرتِداد کا علم ہونے کی صُورت میں **مرحوم** کہنا **کُفر** ہے۔ صدرُ الشَّریعہ ، بَدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علاّمہ مولانا مُفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جو کسی **کافِر** کیلئے اس کے مرنے کے بعد **مغفِرت** کی دُعا کرے یا کسی مُردہ مُرتَد کو **مرحوم** (یعنی رحمت کیا جائے) یا **مغفور** (یعنی مغفرت کیا جائے) یا کسی مرے ہوئے ہندو کو **بَیکُنٹھ** (بے۔کُن۔ٹھ) باشی (یعنی جنّتی) کہے وہ خود **کافِر** ہے۔''

(بہارِ شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۲)

نماز اور درسِ فیضانِ سنّت میں والِدَین کیلئے دعائے مغفِرت کا نازُک مسئلہ

سُوال: اگر کسی کے والِدَین یا دونوں میں سے ایک کافِر یا مُرتَد ہو تو وہ **فیضانِ**

اشاراتِ فریدی

مقابیس المجالس

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب

مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

اور خرقہ خلافت بھی ان سے حاصل کیا ہے تو اس کے پیر اور مرشد وہی ایک شیخ ہوں گے۔ یہ بات صرف جاہلوں میں مشہور ہوگئی ہے۔ ضرور بالضرور ایک پیر لینا چاہیئے اور ایک مرشد۔ خواہ پہلا پیر موجود کیوں نہ ہو۔ دوسرا مرشد ضرور لینا چاہیئے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔

اسکے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ قبلہ کیا عرب میں بھی تمام سلاسل موجود ہیں یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عرب میں سب سے زیادہ غالب اور جاری سلسلہ شاذلیہ ہے۔ جس کی ابتداء حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی قدس سرہٗ سے ہوئی۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مغربیہ ہے۔ جس کے بانی حضرت شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہٗ ہیں۔ سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ بھی عرب شریف میں پائے جاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ

اس کے بعد فرمایا کہ عربستان میں سلسلہ چشتیہ زیادہ تر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہٗ کی بدولت پھیلا ہے جو چشتی صابری ہیں۔ آپ کا اصلی وطن ہندوستان میں مقام پانی پت ہے۔ لیکن انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں کہ جائے امن و حصن حصین ہے، قیام پذیر ہوگئے۔ ان کے ساتھ مولوی رحمت اللہ بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے اور اب فوت ہوگئے ہیں لیکن حاجی امداد اللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ دیوبند، دہلی، سہارنپور اور گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحبؒ کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرھم[1]۔ (حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ علیہ رحمۃ پانی پت ہو۔ لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ پہلے آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہوگئے۔ اگرچہ دار العلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتوی مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دار العلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے حکم پر جاری ہوا۔ ہندوستان سے ہجرت کا

---

[1] حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسمؒ نانوتوی وغیرہم علمائے دیوبند گو صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات انکو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

عظم الکرب ولی فیک رجاء فیه یا ربّ فرّج کربی

(مقالات وفیہ)

"یارسول اللہ! ﷺ میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودوکرم ہے۔ یانبی اللہ ﷺ یا سید الانبیاء ﷺ۔ آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ وغم بڑا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور ﷺ کے طفیل سے میرا غم دور کردے"۔ (مقالات وفیہ)

- حضرت حافظ شاہ محمد امداد اللہ رحمہ اللہ دربار نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کروحق سے شفاعت تم	ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر	میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہازامت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں	بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(رسالہ دردنامہ غمناک)

- مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا	نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ	قضائے مبرم و مشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت	جہاں کا تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں 18ھ میں جسے عام الرمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطّاب رضی اللّٰہ عنہ

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وُہ حیّ و قیّوم چاہے تو اُنھیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند اُمور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے اس لیے ایک دُوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رِستے ہُوئے ناسُوروں کو مُندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسُوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دِہ بناتے رہیں۔

میں نے پُورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہُوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات، احادیثِ صحیحہ یا اُمّت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وُہ اُٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور اُن لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملّت کا ایک حصّہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوندِ کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کر کے ان میں محبّت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وھو علیٰ کلّ شیٔ قدیر۔

قرآنِ حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وُسعت پیدا کر دی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس کتابِ مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے ادب اور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لُطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہُوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمّہ فن کے مستند اقوال

جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ ان حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں:

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ، مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ، مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ، مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ، مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ، مولوی مظفر دین مولود وال ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور، مولوی عبداللہ چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور، مولوی غلام حسین سیالکوٹ، مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھہ ضلع سہارن پور، مولوی شاہ محمد حسین صابری قطب اللغی سنبھل مراد آباد، مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدرآباد، مولوی عبداللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ راجپوتانہ، مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تیارہ، قاضی عبداللہ خان چھاونی لکھنؤ، مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک نمبر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات، مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ... ضلع مراد آباد، یوپی، مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار، مولوی عبداللہ محلہ کھڈہ کراچی، مولوی احمد حسن مدرس پنوازی امروہہ ضلع مراد آباد، مولوی قاسم شاہ شفیق مجتہد لاہور، مجتہد صاحب لکھنؤ، مولوی عنایت علی شیعی سامانہ ریاست پٹیالہ، مولوی سکندر صاحب شہر میسور، مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدرآباد، مولوی نذیر حسین انبیٹھہ سہارن پور، مولوی عبداللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی، مولوی محمد حسین موضع بھین تحصیل چکوال ضلع جہلم، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عظیم اللہ مچھیانہ، گجرات، مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ، مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بناویں، مولوی تلطف حسین دہلوی، مولوی کرامت اللہ محلہ بارہ صدر بازار دہلی، مولوی فضل دین گجرات پنجاب، مولوی عبدالوہاب امام مسجد صدر دہلی، علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بناویں، مولوی محمد بخش سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام، مولوی سمیع الزمان شاہجہان پوری یا وہاں کا جو عالم بھی ہو، مولوی محمد صدیق دیوبندی حال مدرس کچھرایوں مراد آباد، مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور، مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج، مولوی دیدار علی مسجد وائرہ ریاست الور، شیخ خلیل الرحمن سرساوہ سہارن پور، سجادہ نشین جناب قطب بانسوی، مولوی نظام الدین قاضی مالیر کوٹلہ، شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء، مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر، قاضی ظفر الدین پروفیسر، مولوی عبدالحکیم پروفیسر، مولوی عبداللہ ساکن جلو خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم، مولوی ابراہیم آرہ، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال، مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور، مولوی محمد بشیر بھوپال، مولوی عبدالجبار امرتسر، مولوی احمد اللہ امرتسر، مولوی رسل بابا امرتسر، مولوی عبدالحق مفسر تفسیر حقانی دہلی، مولوی عبدالحق امرتسر، مولوی عبدالواحد امرتسر، مولوی منہاج الدین کوٹ، منشی الہی بخش ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں، مولوی محمد ساکن سکندرپور ہزارہ، مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور، قاضی امیر عالم ساکن سکندرپور ہزارہ، مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی، مولوی ابوالخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی، مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ، ملا ماکی نوشہرہ پشاور، مولوی عبدالمنان وزیر آبادی جس عالم کو منتخب کریں، قاضی سلطان محمود آئی اوان گجرات، مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور، مولوی محمد ذکریا انجمن حمایت اسلام لاہور، مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور، مولوی غازی خان گولڑہ راولپنڈی، مولوی غلام رسول قلعیاں گوجرانوالہ، مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاک خانہ ڈویل، مولوی عبدالسمیع رامپوری حال ملازم شیخ الہی بخش رئیس میرٹھ، مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند، مولوی احمد حسن گنج پوری صابری جامع مسجد دہلی، مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ، مولوی عبدالخالق زمان خیلاں ضلع پشاور، مولوی عبدالرحمن چھوہروی ضلع ہزارہ، مولوی فقیر محمد عزیز تراوہ ضلع ہزارہ۔

marfat.com

عبدالحق خیرآبادی کے حاشیۂ شرح مواقف پر بعض شبہات واعتراضات کئے تھے۔ اول الذکر دونوں کتابیں اسی کے جواب و جواب الجواب کا درجہ رکھتی ہیں ضمناً فنی و تحقیقی مسائل پر شرح وبسط سے روشنی پڑگئی ہے دونوں عربی میں ہیں۔ چہار تازیانۂ قہار مختصر روداد ہے اس مناظرہ کی جو مولانا کے استاد مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی اور مولوی عبدالوہاب بہاری کے درمیان دربار رامپور میں ہوا تھا۔ اس میں بھی بعض فنی مسائل مذکور ہیں۔ حیوٰۃ طیبہ نواب عبدالواحد علی خاں رئیس لوڈہانسی ضلع بلند شہر و جاگیردار جھے پور کی سوانح حیات ہے۔ فقہی اور شرعی مسائل سے مملو ہے۔ نواب صاحب موصوف نے تحریک خلافت میں علم و علماء اور مجاہدین زعماء کی خدمت اپنا فرض سمجھ لیا تھا مولانا جبل میں تھے کہ یہ دیندار بزرگ دنیا سے اٹھ گیا۔ مولانا سے بڑا خلوص و اعتقاد رکھتے تھے اسی بناء پر ترتیب سوانح حیات سے زندۂ جاوید بنادیا۔

جناب مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم جمعہ کی اذانِ ثانی کو مسجد سے باہر ضروری سمجھتے تھے۔ ممبر کے سامنے اذان کو غیر مشروع مانتے تھے۔ القول الاظہر اور تجلیات انوار المعین اسی کا جواب اور جواب الجواب ہیں ضمناً دوسرے فقہی مسائل بھی آگئے ہیں۔

جناب مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم اور جناب مولانا اشرفعلی تھانوی مرحوم میں خیالات و عقائد کے لحاظ سے بعد المشرقین تھا مگر جہاد حریت کے خلاف تحریک خلافت کے دور میں دونوں بزرگ متفق ہوگئے تھے۔ کلمۂ حق میں مولانا نے اسی پر تبصرہ فرمایا ہے۔ باقی تصنیفات کا ذکر پیچھے گذر چکا ہے۔

عربی میں دو رسالے رسالہ فی بیان العمرۃ اور رسالہ مسائل الحج والعمرہ بھی لکھے جو غیر مطبوعہ ہیں۔ قاضی کے بعض مقامات ابتداء کا حل بھی اردو میں کردیا ہے۔

مولانا نے قمری حساب سے ۶۰ سال کی عمر پائی۔ اس میں ۴۰ سال مسلسل درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا۔ ہزاروں طلبہ مستفید ہوئے بہت سے تلامذہ سے اب بھی دریائے فیض جاری ہے، مولوی منتخب الحق بہاری مدرسہ خلیلیہ ٹونک میں، مولوی عبیداللہ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں، مفتی محمود حسن دارالعلوم راندیر میں، مولوی سید نجم الحسن درگاہ مخدومیہ خیرآباد میں طلبہ کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ میں بھی مولانا کے ایک شاگرد درس دے رہے ہیں۔ صاحبزادہ

عـه فاضل مصنف کو چاہئے تھا کہ یہاں نواب حبیب الرحمٰن شروانی (فتی خاص ... ابوالکلام) آزاد کا اسم گرامی بھی درج کر دیتے کیونکہ انہوں نے بھی تحریک خلافت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا، تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت وغیرہ کی سخت مخالفت کی تھی اور اس وقت گاندھی کے چیلوں نے انہیں "حبیب الشیطان" کا خطاب دے دیا تھا۔ علی حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء و مشائخ مثلاً حضرت پیر مہر علیشاہ گولڑوی وغیرہم نے بروقت اسلام شرعیہ کا ...

تھے اور زیادہ وقت اُن کے پاس ہی گزارتے تھے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو مکتب کی طرز پر تعلیم شروع کرائی گئی۔ ایک مُتقی اور شریف الطبع اُستاد نے آپ کو بسم اللہ کرائی اور قرآنِ کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد آپ نے مروجہ عربی فارسی کُتب کی تعلیم حاصل کی۔

حصُولِ علُومِ دینیہ

ابتدائی کتابیں پڑھ لینے کے بعد آپ تقریباً بیس سال کی عمر میں اعلیٰ دینی علوم کے حصُول کی طرف متوجہ ہُوئے۔ سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلُوم اُن دنوں تشنگانِ علمِ دین کے لیے ایک چشمۂ فیض تھا۔ آپ نے وہیں کا قصد کیا۔ بوقتِ رخصت آپ کے شفیق چچا نے فرمایا، "برخوردار! وہ علم حاصل کر کے آنا جس سے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچے نہ کہ وہ علم جو خشک ہو اور صرف قیل وقال تک محدود ہو۔" چنانچہ ابتدا سے ہی آپ کے دِل میں علم اور عمل کی لگن پیدا ہو گئی۔ یہ بات آپ کے دلنشیں ہو چکی تھی کہ علم وہی فائدہ مند ہے جس سے عملِ صالح کی راہیں ہموار ہوں۔

مدرسہ مظاہر العلُوم میں اُن دنوں مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس تھے۔ وہاں سے تکمیلِ علم کی سند حاصل کر کے آپ نے دہلی میں مدرسہ مولوی عبدالربؒ میں داخل ہو کر شیخ الحدیث مولانا عبدالعلی صاحب قاسمی جیسے متبحر عالم سے دورۂ حدیث ختم کیا۔

قیامِ دہلی کے دوران ایک موقع پر مدرسہ میں مجلسِ مذاکرہ منعقد ہوئی۔ ایسی مجلسیں اُس مدرسہ میں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ نو آموز طلبہ تقریروں کی مشق کیا کرتے تھے۔ آپ کے اساتذہ اور زیرِ تعلیم طلبہ کثیر تعداد میں شریکِ محفل تھے۔ علمی تقریریں ہو رہی

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ۝

فتاوی مظہری

مصنفہ

شیخ الاسلام حضرۃ العلامہ مفتی اعظم الحاج الشاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

پروفیسر محمد مسعود احمد

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ
کراچی

(۶) رسائل اخبارات اور اشتہارات مثلاً ماہنامہ الرشید (دہلی)، ماہنامہ آستانہ (دہلی)، ماہنامہ اذان (کراچی)، اخبار دعوت (دہلی)، اخبار غریب نواز (دہلی)، وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام مآخذ کو جمع کرکے تدوین کے دوسرے مرحلے میں فتووں کا بالاستیعاب مطالعہ کرکے ابواب کا تعین کیا، تیسرے مرحلے میں فتوے انتخاب کرکے ہر باب کے تحت جمع کئے، چوتھے مرحلے میں ابواب کے ذیل جتنے فتوے جمع کئے تھے ان کی داخلی ترتیب کو درست کیا، اس شیرازہ بندی کے بعد پانچویں مرحلے میں تمام فتاوے صاف کرنے شروع کئے اور بفضلہ تعالیٰ سات ماہ (مئی ۱۹۶۸ء تا نومبر ۱۹۶۸ء) کی سعی مسلسل کے بعد کوئٹہ (مغربی پاکستان) میں مبیضہ تیار کر لیا گیا، پھر چھٹے مرحلے میں مولٰینا علیالباقی نے کتابت شروع کی اور مسلسل چھ ماہ (جنوری ۱۹۶۹ء تا جولائی ۱۹۶۹ء) کے بعد کوئٹہ ہی میں کتابت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جس طرح حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا دائرہ مکاتیب وسیع تھا اسی طرح فتاوے کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا، پاک وہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک پھیلا ہوا تھا، لیکن مکاتیب شریف تو اہل محبت نے جان سے لگا کر رکھے (چناں چہ مکاتیب مظہری کی پہلی جلد تو پیش بھی کردی گئی ہے)، مگر فتوے اس طرح محفوظ نہ رکھے جاسکے اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اہل حاجت نے وقتی ضرورت کے تحت فتوے حاصل کئے اور جب ضرورت باقی نہ رہی تو ان کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا گیا، چناں چہ ناظم جمعیۃ العلماء ہند (ضلع گڑگانو)، مولینا عبدالرحیم صاحب، حضرت علیہ الرحمہ کے محامد ومحاسن بیان کرتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:-

> حضرت مفتی صاحب جامع الکمالات شخص تھے، ان کا علمی تبحر اور فتویٰ نویسی میں مہارت، مسلّم خوبیاں تھیں، بیشتر مسائل میں حضرت مفتی اعظم ہند مولینا کفایت اللہ صاحبؒ حضرت مفتی مظہر اللہ صاحبؒ کے فتاوے سے اتفاق فرماتے تھے، احقر راقم الحروف نے بہت سے فتاوے حضرت مفتی صاحب مرحوم ومغفور سے حاصل کئے مگر افسوس کہ ان کے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہوسکا۔
>
> (محررہ ۱۹۶۷ء، از بڈیڈ)

اس اقتباس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیشمار فتاوے دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے، لیکن بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہوں نے فتاوے کا کافی ذخیرہ جمع کیا تھا مگر افسوس تقسیم ہند کے بعد ان حضرات کا شیرازہ بھی بکھر گیا، جو بچ رہے ان کی طرف رجوع کیا گیا۔

نہ معلوم کتنے علمی خزانے اخلاف کی غفلت شعاری ولاپرواہی سے نابود ہوگئے، مہر ومحبت کے انداز بدل گئے، اسلاف اٹھتے جارہے ہیں اور اخلاف ان کے ان علمی کارناموں سے اغماض نظر

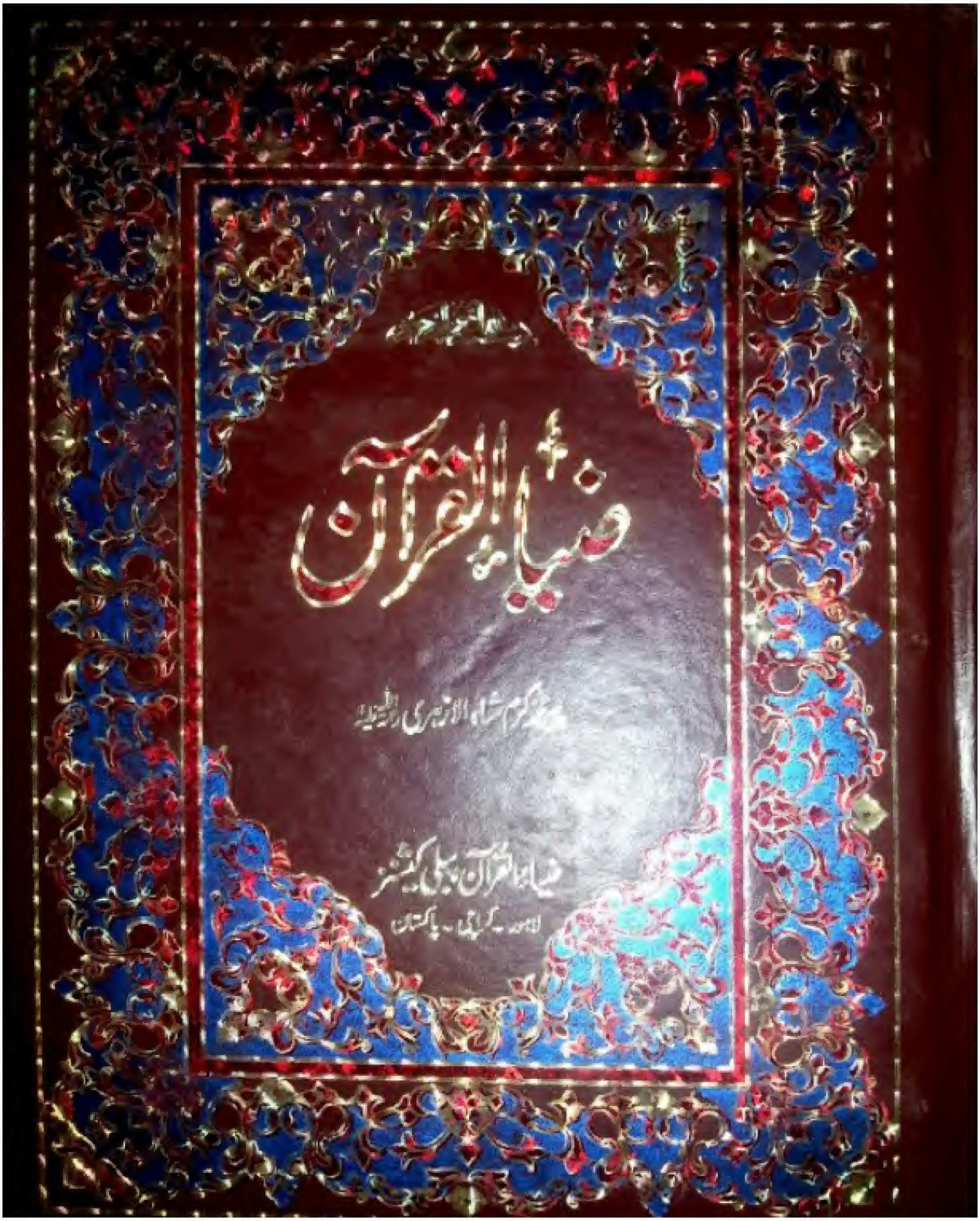
ضیاء القرآن
محمد کرم شاہ الازہری
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

مولوی محمد قاسم نانوتوی

مولوی محمد قاسم[1] بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی : سنہ ۱۲۴۸ھ میں پیدا ہوئے، نام تاریخی آپ کا خورشید حسین ہے، علامۂ عصر، فہامۂ دہر، فاضل متبحر، مناظر، مباحث، احسن التقریر، ذہین، معقولات کے گویا پتلے تھے۔ آپ لڑکپن ہی سے ذہین و طباع، طبع بہت تیز، وسیع حوصلہ، جفاکش، جری تھے، مکتب میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کر لیا۔ خط اس وقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور حوصلہ تھا، اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے، چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کئے۔ عربی آپ کو شیخ نہال احمد نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور وہاں محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں مولوی مملوک العلی کے پاس دہلی میں جا کر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبد الغنی محدث سے پڑھا۔ جب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس رہے، پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔

آپ کا قول ہے کہ بایام طالب علمی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانۂ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں نکل کر جاری ہو رہی ہیں۔ جناب والد سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کا فیض بہ کثرت جاری ہوگا۔ سنہ ۱۲۷۷ھ میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے، سنہ ۱۲۸۵ھ میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آکر تدریس و تنشیر علوم میں مشغول ہوئے۔ سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مضامین بیان فرماتے کہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب و غرائب تحقیقات ہر فن میں کرتے جس سے تطبیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تارا چند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ سنہ ۱۲۹۳ھ میں چاندپور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم وہاں جمع ہوگئے تھے، اس میں آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے۔ سنہ ۱۲۹۴ھ میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سرستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث وجود اور توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا، پھر عیسائیوں سے تحریف میں

---

[1] محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن علاء الدین بن محمد فتح بن محمد مفتی بن عبد السمیع بن مولوی محمد ہاشم۔ (سوانح قاسمی)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنہ ۱۳۰۰ھ تک دُنیا بھر کے
ایک ہزار سے زائد حنفی عُلماء و فُقہا کا مُستند تذکرہ
اُردو میں اپنے موضُوع پر واحد کتاب

حدائق الحنفیہ

مولوی فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ

مرتبہ معہ حواشی و تکملہ
خورشید احمد خان

الميزان

www.alahazratnetwork.org

نہایت ہی محققانہ اور منصفانہ انداز میں بیان فرما کر مسلمانوں کے مذہبی اختلاف اور تشتت کو کافی حد تک ختم کرنے میں آنجناب نے ایک تاریخی اسلامی خدمت سرانجام دی ہے جزاہ اللہ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین۔ کتاب کی اہمیت اس امر سے اور زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ خاندان ولی اللہی کے چشم و چراغ حضرت خاتم المحدثین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ایک معاصر عالم مولوی عبدالحکیم صاحب پنجابی اور ان کے متبعین کے درمیان مدت سے مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر میں جو اختلاف چلا آرہا تھا جس کی وجہ سے بہت سے لوگ افراط و تفریط میں مبتلا ہو کر تفرقہ کا شکار ہو رہے تھے۔ کتاب ہذا میں آنجناب نے اختلاف مذکور پر محاکمہ فرما کر اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو کافی حد تک روک دیا اور یہ آپ کی خصوصیات سے ہے کہ جہاں آپ کسی بھی شخصیت کی دینی خدمات اور علمی کمالات کے معترف اور مداح ہیں وہاں اگر اس سے جمہور کے مسلک کے خلاف کوئی بات نظر آئی تو نہایت ہی مؤدبانہ طور پر اس کی تردید کے ساتھ مسلک حق کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ نصیحت کے لیے پھر کوئی گنجائش باقی نہ چھوڑی جیسا کہ کتاب ہذا اور آپ کی معرکۃ الآرا تصنیف تحقیق الحق اور تصفیہ مابین سُنی و شیعہ سے بالکل واضح طور پر ظاہر ہو رہا ہے جیسا کہ حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت جیسے اہم اصولی مسائل کے متعلق آپ کی کتاب سیف چشتیائی شہرہ آفاق بن چکی ہے۔ فروعی مسائل میں عموماً آپ نے اس وقت قلم اٹھایا جہاں فریقین میں افراط و تفریط کی وجہ سے اصولی اختلاف کی نوعیت پیدا ہو گئی یعنی ایک فروعی اجتہادی مسئلہ کی بنا پر ایک فریق نے دوسرے کی تکفیر و تفسیق شروع کر دی ایسی صورت میں آپ جیسے حکیم الامت کا سکوت ممکن نہ تھا جیسا کہ آپ کے فتاویٰ مکتوبات اور ملفوظات سے واضح ہے۔ چونکہ کتاب ہذا عربی فارسی عبارتوں کے علاوہ بعض مشکل مضامین پر مشتمل ہے اس لیے راقم الحروف نے آسانی کے لیے سابقہ ایڈیشن کی طرح موجودہ ایڈیشن میں اردو ترجمہ کے ساتھ بعض وضاحتی نوٹ بھی دے دیے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ راقم الحروف اور حضرت کے نیازمندان محمد حیات خان و محمد فاضل خان جنہوں نے اس طباعت میں خاص تعاون کیا اور سب قارئین کرام کو دین اسلام پر زندہ رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت فرمائے۔ آمین!

نیازمند — فیض احمد فیض عفی عنہ
جامعہ غوثیہ، گولڑہ شریف

ذی الحجہ ۱۴۰۲ھ
مطابق ستمبر ۱۹۸۲ء

LAGA DO BHAI PEER MEHAR ALI SHA PER KUFAR KA FATWA K UN KI NAZAR MAI DEOBANDI OR BARALVI 2 ""BARE ISLAMI FIRQE HN""
KIA BOLO GYE APP K IS SY TO ZAHIR HY NA K PEER SHB DEOBANDIYOON KO KAFIR NAI MUSALMAN SAMJTY THE.....???

SEE BACK PAGE PLZ 4 PROVE...

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب کے مصنف قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

بلاریب آں جناب شمعِ شریعت کی اس حدیث کے کامل تر مصداق ہیں جس میں حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب اور پسند فرما لیتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ندا کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اُسے دوست رکھ، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں، اور پھر آسمان میں ندا فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو دوست رکھتے ہیں تم بھی اسے دوست رکھو چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین میں مستقر کر دی جاتی ہے۔ بالفاظِ دیگر جب وہ کامل انسان کمال اتباعِ محمدی کی وجہ سے یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ کے مقام پر فائز ہو کر خالقِ کائنات کا محبوب ہو جاتا ہے تو تمام کائنات میں اس کی محبت کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ذیل بین شاہد ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (الآیۃ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کے لیے مخلوقات میں محبت پیدا فرما دے گا۔ اس لیے جہاں آپ بریلوی مکتبِ فکر کے علماء کرام میں ایک عارفِ محقق اور عالمِ متبحر تسلیم کیے گئے ہیں۔ وہاں دیوبندی طبقہ کے اکابر علماء بھی آں جناب کے علم و عرفان کے ثناخواں نظر آتے ہیں۔ اور ان دو مشہور اسلامی فرقوں کے علاوہ دیگر اسلامی اور غیر اسلامی فرقوں میں بھی آپ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے جنازہ میں تقریباً ہر مسلک کے مسلمانوں کے ساتھ بعض غیر مسلم افراد کو بھی صفوں سے پیچھے روتے ہوئے یہ کہتے سنا گیا کہ آپ جگت پیر یعنی سارے جہان کے پیر ہیں۔ اور ایسی عالمگیر مقبولیت کی حامل ہستیاں دُنیا میں بہت کم ہوا کرتی ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گو آں جناب کے سوانح و حالات کو کماحقہٗ منظرِ عام پر لانا ایک مشکل کام ہے۔ تاہم اس ناچیز کی مرتب کردہ آنجناب کی سوانح حیات "مہرِ منیر" کے پڑھنے سے کچھ نقاب کشائی ہوتی ہے۔

آنجناب کے فیوض و برکات کے دریائے بے کراں سے ایک عالم مستفیض ہوا اور علم و عرفان کی ہزاروں پیاسی رُوحیں فیضیاب ہو کر اپنی پیاس بجھا گئیں جن کے سینے سے بے کرنے سے پھر ایک خلقِ خدا نے استفادہ کیا۔ نیز تصنیفات، مکتوبات و فتاویٰ کا ایک بیش بہا علمی ذخیرہ آپ نے چھوڑا جو رہتی دنیا تک متلاشیانِ حق کے لیے خضرِ راہ کا کام دے گا۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور اس کی بیش قیمت خود آنجناب کے اپنے الفاظ میں خطبہ سے ظاہر ہے جس کی اہمیت اور افادیت ہر ذی بصیرت پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔ کتاب ہذا میں جو ایک مقدمہ، تین ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے ارشادِ الٰہی وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی ساتھ اس کے متعلق سوالات و جوابات نذر و نیاز کا معنی اور اقسام، سماعِ موتیٰ، غیب پر اطلاع، توسل اور ذبح فوق العقدہ، لزوم و التزامِ کفر کے درمیان فرق، کسی کلمہ گو کی تکفیر وغیرہ جیسے اہم مسائل کو

چشمِ روشن کن زخاکِ اولیاء
تا بہ بینی زابتدا تا انتہاء (مولانا رومیؒ)

اِعلاءُ کلمۃِ اللہ
فی بیانِ ما اُھِلَّ بہٖ لغیرِ اللہ

تصنیف لطیف:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک

فاضل جلیل مولانا فقیر محمد جہلمی رحمہ اللہ تعالیٰ (مؤلف حدائق الحنفیہ)

حضرت مولانا فقیر محمد جہلمی ابن حافظ محمد سفارش ۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء میں جمعرات کی رات کو موضع چتن (جہلم کی غربی جانب دو میل کے فاصلے پر واقع ہے) میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک پڑھنے کے بعد میاں قطب الدین (موضع تالیا نوالہ) سے تعلیم حاصل کرتے رہے پھر مولانا نور محمد موضع کھائی کوٹلی ضلع جہلم تلمیذ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر کئی سال تک استفادہ کرتے رہے اور صرف، نحو، فقہ اور دیگر علوم کی کتابیں پڑھیں، بعد ازاں راولپنڈی جا کر مولانا عبد الکریم اور مولانا محمد حسن فیروز والہ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۲۷۶ھ میں دہلی گئے پہلے مولوی نذیر حسین دہلوی کے پاس پنجابی کٹرہ میں پہنچے، انہوں نے عذر کیا کہ ہم معقولات نہیں پڑھا سکتے اس لیے مولانا مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ، صدر الصدور دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ڈیڑھ سال کے عرصہ میں کتب متداولہ پڑھیں۔ ۱۲۷۷ھ میں وطن واپس چلے آئے اور کچھ عرصہ بعد مولانا کرم الٰہی (م ۱۲۸۲ھ) کی خدمت میں لاہور پہنچے اور استفادہ کیا۔

انہی دنوں فن خطاطی سیکھنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ باقاعدہ یہ فن حاصل کر کے مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں کتابت کا کام کرنے لگے۔

۱۲۸۴ھ میں مناظر اسلام مولانا حافظ ولی اللہ لاہوری قدس سرہ کا پادری عماد الدین سے امرتسر میں مناظرہ ہوا تو مولانا فقیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی رد عیسائیت کا شوق پیدا ہوا، چنانچہ حافظ صاحب مرحوم سے استفادہ کر کے اس فن میں مہارت حاصل کی۔ مولانا فقیر محمد نے عیسائیت اور عقائد باطلہ کے رد میں معتد بہ کام کیا اور تمام عمر علم و ادب اور مذہب کی خدمت میں صرف کر دی۔ ۱۱ محرم ۱۲۹۱ھ سے ۱۳۰۱ھ تک اخبار آفتاب پنجاب کے ایڈیٹر رہے۔

۱۳ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ سے جہلم میں اپنے لخت جگر محمد سراج الدین کے نام پر مطبع سراج المطابع قائم کیا اور اخبار سراج الاخبار جاری کیا، اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنہ مرزائیت کی تردید کے لیے بڑا کام کیا۔

MOULANA QASIM NANOTVI RH BRELVI AQABER KI NAZAR MEIN

LAGAO MUNNON FATWA APNE AQABER PER ?

RAZAKHANIYOUN
APNE AKABER KI HI MAAN LO

ALHUMDULILLAH KIS QADR BRELVI ALLAMA SAHAB IS KHWAB KE BINA PER MOULANA QASIM NONOTVI RH KIS KADAR NABI SAW KE SUNNATON AWR PAIRVI KE PABAND THE

مولوی نور بخش توکلی کا شمار بریلویوں کے جید اکابرین میں ہوتا ہے اور تذکرہ اکابر اہلسنت میں مولوی عبد الحکیم شرف قادری نے ان کو اپنے اکابر میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے مشائخ نقشبندیہ کے حالات پر ایک کتاب لکھی ہے اسی کتاب میں اپنے شیخ سائیں توکل شاہ انبالوی کا ایک خواب نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو:

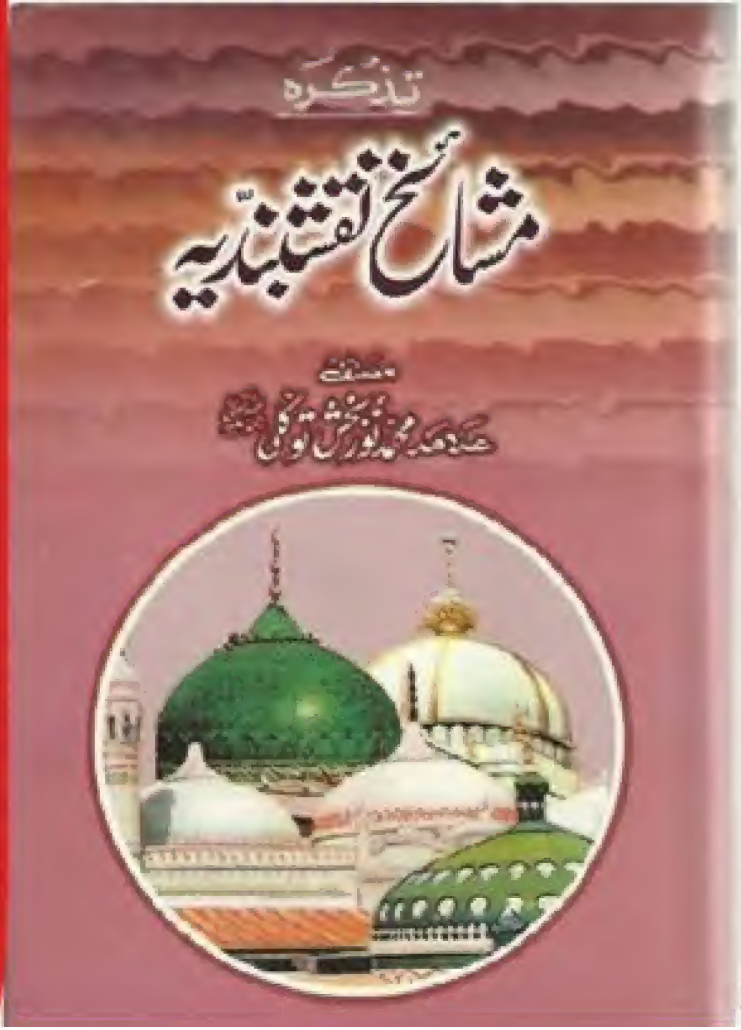

527

...حضور کے بدن مبارک کی طرف غور جو کیا۔ تو نظر آیا کہ آپ کو سانس مطلق نہیں آتا۔ تقریباً پاس یا ...ساعت تک یہی حال رہا۔ میں نے پریشان ہو کر سائیں محمد علی شاہ سے کہا کہ دیکھو تو حضرت کو ...نہیں آتا۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ حضور جاگ اٹھے اور آنکھ کھول کر فرمایا۔ کیا باتیں کر رہے ...میں نے وہ واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہم مدینہ شریف گئے ہوئے تھے۔ میں نے ...میں خیال کیا کہ شاید آپ خواب میں مدینہ شریف تشریف لے گئے ہوں۔ حضرت علیہ الرحمۃ ...باطن سے میرے اس خطرہ پر آگاہ ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ...بھی موجود ہیں جو نظر اٹھانے میں مدینہ شریف پہنچ جاتے ہیں۔ اور نظر نیچی کرنے میں یہاں ...آجاتے ہیں۔

SCAN

...ب کی کیفیت:

شیخنا العلامہ مولانا مولوی حاجی حافظ مشتاق احمد صاحب چشتی صابری ادام اللہ تعالیٰ ...لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومنا توکل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بدیں تذکرہ حاجی سے ...ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جا ...میں اور مولانا محمد قاسم دیوبندی دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دوڑے کہ ...تک پہنچیں۔ مولانا محمد قاسم صاحب تو وہاں اپنا قدم رکھتے تھے جہاں حضور رسول اکرم صلی ...وسلم کے قدم مبارک کا نشان ہوتا تھا۔ مگر میں بے اختیار چلا جاتا تھا۔ آخر مولانا سے ...گیا اور پہنچ گیا۔

...ریف کی برکت:

مولانا ممدوح اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ عاجز محمد مشتاق احمد نے حضرت عارف ...سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا اس حالت میں دیکھا ہے کہ حضرت ممدوح بعد نماز عصر ...شریف پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد وعلیٰ آل سیّدنا ...بعدد کلّ ذرّۃ مائۃ الف الف مرّۃ۔ پڑھتے پڑھتے بعض وقت حضوری ہو جاتی تھی ...اختیار سر زمین پر جھکا دیتے تھے۔ گویا بے ہوش ہو جاتے تھے۔ یہ فیض اس وقت وارد

MUHAMMAD BIN QASIM

تذکرۂ

اکابرِ اہلسنّت

علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

نوری کتب خانہ ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"براہین قاطعہ" کے رد میں لکھی جانے والی مدلل اور مفصل کتاب

انوارِ ساطعہ

در بیان

مولود و فاتحہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا عبدالسمیع انصاری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

بس اب چاہو ہنساؤ یا رُلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں ناقابل وہاں کے پُر امید ہے تم سے

کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بُلاؤ یا رسول اللہ

جہازِ اُمت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو

بس قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

یہ قصیدہ جس وقت حضور (امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ) حج کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے تب اشتیاق میں فرمایا تھا، چنانچہ یہ مضمون ایک مصرعہ کا صاف ہے ؎

کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

غرضکہ یہ ندا یا رسول اللہ اور مدد مانگنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو اس قصیدہ میں ہے یہ سب ملکِ ہند سے خطاب واستمداد کیا گیا ہے اور مقبول بھی ہُوا۔ چنانچہ پھر حضرت ممدوح الصدر ہندوستان سے ملک عرب میں بلائے گئے اور زیارتِ مدینہ سے مشرف ہوئے، اور تعریف ان کی محتاجِ بیان نہیں۔ مختصر یہ کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جی کو ہمارے وقت کے منکرین بھی سب بالاتفاق معتمد علیہ اور مسلم الثبوت مانتے ہیں وہ حضور (امداد اللہ مہاجر مکی) کی توصیف میں لکھتے ہیں **اشعار** :

کل مکان و یعلو بین اهل الکفر کلمۃ الایمان۔

ہیں بڑے بڑے علماء جو وقت کے امام ہیں ہر طرف سے اور بلند ہوتا ہے اہل کفر کے بیچ میں کلمہ ایمان کا ۱۲

اور اسی طرح ابو سعید بورانی نے لکھا ہے:

علماء از اطراف عالم جمع آیندہ در تعظیم آں شب یعنی شب میلاد شریف ارغام اہلِ کفر و ضلال نمایند۔

اور خود کلام ابن جزری میں اس کی تصریح ہے:

لو یکن ذلک الا ارغام الشیطان و سرور اهل الایمان۔

یعنی کہا ابن جزری نے کہ نہیں ہے محفل مولد شریف میں مگر ذلیل کرنا شیطان کا اور سرور اہلِ ایمان کا۔

تماشہ یہ ہے کہ کسی دَور میں کفار اس محفل سے جلتے تھے اس دور آخری میں بعضے مسلمان جلتے ہیں۔

اور تیسرا جواب اور بھی ابن جزری کی طرف سے ہو سکتا ہے کہ یہ دستور ہے جو کسی نیک کام کی طرف لوگوں کو ترغیب دیتے ہیں تو ادنیٰ کا ذکر کر کے اعلیٰ کا شوق دلاتے ہیں۔ مثلاً گاؤ کشی وغیرہ مقدماتِ دینیہ میں جب اہلِ اسلام کو بے رغبت دیکھیں تو ان کو یہ کہا جائے کہ قوم ہنود باوجود یکہ مذہب ان کا باطل ہے وہ تو باطل پر جانفشانی کریں تم حق پر ہو کے کچھ نہ کرو تم کو ان سے زیادہ عرق ریزی اور جاں نثاری چاہئے اس کو کوئی عاقل تشبہ کفار نہ کہے گا۔ اسی قاعدہ پر نازل ہوا قرآن میں:

ان تکونوا تالمون فانھم یالمون کما تالمون و ترجون من اللہ مالا یرجون[۱]۔

---

[۱] اگر تم دُکھ پاتے ہو وہ بھی دکھ پاتے ہیں تم دکھ پاتے ہو اور تم امید رکھتے ہو اللہ سے (باقی اگلے صفحہ پر)

نقل ضمیمہ اشتہارِ دعوت

اشتہار دعوت کے ساتھ ضمیمہ اشتہار منقولہ ذیل شامل تھا۔

ضمیمہ اشتہار دعوت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم میں اور حقائق و معارف دین میں اور علوم ادبیہ میں اس مُلک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے اس امتحان کے لیے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے کہ تا اُن کے مقابلہ سے خدا تعالیٰ کا وُہ نشان ظاہر ہو جائے جو اُس کے مُرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے لیکن ممکن ہے کہ اس مُلک کے بعض عُلماء ناحق کی شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں۔ یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عُذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حُجت نہیں ہے۔ اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لیے بُلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لیے قرینِ مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مُقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خُود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اُسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہو گا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا اور ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وُہ اس الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شاملِ حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام اُن مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وُہ علم تفسیرِ قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔ مگر شرائط ذیل کی پابندی ضروری ہو گی۔

(۱) اس مقابلہ کے لیے پیر مہر علی صاحب کی بہرحال شمولیت ضروری ہوگی کیونکہ خیال کیا گیا ہے کہ وُہ علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں۔ لہٰذا کسی دُوسرے مولوی کو صرف اس حالت میں قبول کیا جائے گا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کر کے بذریعہ کسی چھپے ہُوئے اشتہار کے شائع کر دیں کہ میں مقابلہ کے لیے تیار ہوں[1]۔ یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی جماعت پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔ ہاں ضروری ہو گا کہ دُوسرے مولوی صاحبوں کے لیے وقت اور گنجائش نکالنے کے لیے پیر صاحب موصوف مباحثہ کے لیے ایک مہینہ سے کم تاریخ مقرر نہ کریں۔ تا اس مدت تک باور کرنے کی وجہ پیدا ہو جائے کہ ان تمام مولویوں

حاشیہ ضمیمہ اشتہار :۔

[1] پیر مہر علی شاہ صاحب پر یہ فرض ہو گا کہ اگر وُہ اپنے تئیں مردِ میدان سمجھیں تو اشتہار ہٰذا کی اشاعت کی تاریخ سے یعنی اس روز سے جو بذریعہ رجسٹری اشتہار ہٰذا اُن کو پہنچے، دس روز کے اندر اپنی تیاری مقابلہ اور قبول شرائط سے ہمیں اور پبلک کو اطلاع دیں۔ (منہ)

ہوگی کہ سُنانے سے پہلے اُسی دن اور اُسی وقت جب کہ وُہ بالمقابل تحریر ختم کر چکے ہوں ایک نقل بعد ثبت دستخط مجھ کو دے دیں اور جائز نہ ہوگا کہ نقل دینے کے بعد اُس مضمون پر کچھ زیادہ کریں یا اصلاح کریں ۔ اور سہو و نسیان کا کوئی عُذر سُنا نہیں جائے گا اور اس شرط کا ہم میں سے ہر ایک پابند ہوگا۔

۸۔ تمام مضامین سُنانے کے بعد تین مولوی صاحبان جن کو پیر مہر علی شاہ صاحب تجویز کریں گے ۔ اُس قسم کے تین مرتبہ حلف کے ساتھ جو قذفِ محصنات کے بارے میں قرآن شریف میں مندرج ہے اپنی رائے ظاہر کریں گے ۔ کہ کیا یہ تمام مولوی صاحبان مقابل میں غالب رہے یا مغلوب رہے اور وُہ رائے منطبع ہو کر وُہی آخری فیصلہ ہمارا اور ہمارے اندرُونی مخالفوں کا قطعی طور پر قرار دیا جائے گا۔

۹۔ نویں شرط یہ ہے کہ اگر الٰہی رُعب کے نیچے آ کر پیر مہر علی شاہ صاحب اس مُقابلے سے ڈر جائیں اور دل میں اپنے تئیں کاذب اور ناحق پر سمجھ کر گریز اختیار کریں تو اس صُورت میں یہ جائز نہیں ہوگا کہ دُوسرے مولویوں میں سے صرف ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں ۔ کیونکہ ایسا مقابلہ بے فائدہ اور محض تضیع اوقات ہے ۔ وجہ یہ کہ بعد میں دُوسرے مولویوں کے لیے یہ عُذر باقی رہتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے کیا چیز اور کیا حقیقت تھے یا جاہل اور بے علم تھے ۔ لہذا یہ ضروری شرط ہوگی کہ اس حالت میں جب کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے مُریدوں کو دریائے ندامت میں ڈال کر بھاگ جائیں اور اپنے لیے کنارہ کشی کا داغ قبول کریں تو کم سے کم چالیس نامی مولویوں کا ہونا ضرُوری ہے جو میدان میں آنے کی درخواست کریں ۔ اور ہمیں منظور ہے کہ وُہ اُن میں سے ہوں جن کے نام ذیل میں لکھے جائیں گے یا اس درجہ کے اور مولوی صاحبان باہم مل کر اشتہار دیں کہ جو چالیس سے کم نہ ہوں اور اس صُورت میں اُن سے بہ پابندیٔ شرائط مذکورہ بالا مقابلہ کیا جائے گا۔

۱۰۔ اگر اشتہار ہذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء ہے ۔ ایک ماہ تک نہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لیے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دُوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صُورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اُن سب کے دلوں میں رُعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا ۔ کیونکہ سب پر رُعب ڈال کر سب کی زبان بند کر دینا اور اُن کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا، یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دُوسرے سے ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ وتلک عشرۃ کاملۃ من الشراط التی ذکرھا ۔

"اب میں ذیل میں اُن حضرات مولوی صاحبان کے نام لکھتا ہوں جو اس مقابلہ کے لیے بشرط شمولیت پیر مہر علی شاہ صاحب یا بشرط مجمع چالیس بُلائے گئے ہیں اور اگران کے سوا اہل پنجاب اور ہندوستان میں سے فاضل عربوں میں سے جو بزرگ برنش انڈیا ہوں ۔ اس مُلک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں

حاشیہ ضمیمہ اشتہار

ﷺ اگر بعض مولوی صاحبان جو لاہور سے کسی قدر فاصلہ پر رہتے ہیں ۔ یہ عُذر پیش کریں کہ ہم بوجہ ناداری لاہور پہنچ نہیں سکتے تو مناسب ہے کہ وُہ بطور قرضہ انتظام کرایہ سفر کر کے لاہور پہنچ جائیں ۔ اگر فتحیاب ہو گئے تو میں کل کرایہ آمد و رفت اُن کا دے دُوں گا ۔ (منہ)

شیخ نظام الدین سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی۔

المشتهر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۴ صفحات پر ہے)

(مؤلف:۔ مندرجہ بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اُس وقت کے قریباً تمام مشہور بزرگانِ دین اور عُلمائے کرام کے اسمائے گرامی آگئے ہیں جو بقیدِ حیات تھے۔ اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین برحق کی مدافعت اور خدمت کے لیے ان تمام بزرگان و اکابرینِ اسلام میں سے صرف حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ ہی کو منتخب فرما کر سب کی طرف سے شرفِ نمائندگی بخشا تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نقل اشتہار جواب دعوت

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اُسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں چھپوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مُطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور عُلمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر عُلماء و فضلاء کو بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئیں۔ تمام مُلک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔

حضرت مولینا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا جواب دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ و آلہ و عترتہ۔

امّا بعد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند عُلمائے کرام و مشائخ عُظّام کی نظر سے گزرا مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرما دیں گے وہ یہ ہے کہ مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اُس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے۔ مجھ کو شہادت و رائے تینوں عُلمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں:-

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ، مولوی عبدالعزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ، مولوی محمد حسین تپش لدھیانہ، مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ، مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ، مولوی مظفر دین مرولہ والا، ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور، مولوی عبداللہ ٹھکڑاوالی معرفت میاں محمد چٹو لاہور، مولوی غلام حسین سیالکوٹ، مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھہ ضلع سہارن پور، مولوی شاہ محمد حسین صابری محب اللہی سنبھل مراد آباد، مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدر آباد، مولوی عبداللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ راجپوتانہ، مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ، قاضی عبداللہ بھیروی بگھو، مولوی شیخ عبداللہ ساکن چک ٹو تحصیل کھاریاں ضلع گجرات، مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ محلہ ملانا ضلع مراد آباد یو پی، مولوی عبدالغفار مفتی ریاست گوالیار، مولوی عبداللہ محلہ کھڈہ کراچی، مولوی احمد حسن مدرس پانوڑی امروہہ ضلع مراد آباد، مولوی قاسم شاہ شیخی مجتہد لاہور، مجتہد صاحب لکھنؤ، مولوی عنایت علی شیعی سامانہ ریاست پٹیالہ، مولوی سکندر صاحب شہر میسور، مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدر آباد، مولوی نذیر حسین انبیٹھہ سہارن پور، مولوی عبداللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی، مولوی محمد حسین موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم، مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی عظیم اللہ کچھیانہ گجرات، مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ، مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بنائیں، مولوی تلطف حسین دہلوی، مولوی کرامت اللہ محلہ بارہ، صدر بازار، دہلی، مولوی فضل دین گجرات پنجاب، مولوی عبدالوہاب امام مسجد صدر دہلی، علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں، مولوی محمد بخش سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام، مولوی مسیح الزمان شاہجہان پور یا وہاں کا جو عالم بھی ہو، مولوی محمد صدیق دیوبندی حال مدرس پچھراوں مراد آباد، مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور، مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج، مولوی دیدار علی مسجد دائرہ ریاست الور، شیخ خلیل الرحمن سرساوہ سہارن پور، سجادہ نشین جمال قطب ہانسوی، مولوی نظام الدین قاضی مالیر کوٹلہ، شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء، مولوی عبداللہ ٹونکی پروفیسر، قاضی ظفر الدین پروفیسر، مولوی عبدالحکیم پروفیسر، مولوی عبداللہ ساکن جلو خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی، مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم، مولوی ابراہیم آرہ، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال، مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور، مولوی محمد بشیر بھوپال، مولوی عبدالجبار امرتسر، مولوی احمد اللہ امرتسر، مولوی رسل بابا امرتسر، مولوی عبیدالحق مفسر تفسیر حقانی دہلی، مولوی عبدالحق امرتسر، مولوی عبدالواحد امرتسر، مولوی منہاج الدین کوٹ، منشی الٰہی بخش ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں، مولوی محمد ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور، قاضی امیر عالم ساکن سکندر پور ہزارہ، مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی، مولوی ابوالخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی، مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ، ملا مانکی نوشہرہ پشاور، مولوی عبدالمنان وزیر آبادی جس عالم کو منتخب کریں، قاضی سلطان محمود آئی اعوان گجرات، مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور، مولوی محمد ذکریا انجمن حمایت اسلام لاہور، مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور، مولوی غازی خان گولڑہ راولپنڈی، مولوی غلام رسول قطبال گوجرخاں، مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاک خانہ ڈوبل، مولوی عبدالسمیع رام پوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش رئیس میرٹھ، مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند، مولوی احمد حسن گنج پوری صابری جامع مسجد دہلی، مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ، مولوی عبدالخالق مہمان خیلاں ضلع پشاور، مولوی عبدالرحمن چھوہروی ضلع ہزارہ، مولوی فقیر محمد عزیز ترنو، ضلع ہزارہ۔

marfat.com

جو مکذب ہوں تو وُہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں:۔

چھیاسی علماء کے اسماء کی فہرست

مولوی محمد صاحب لدھیانہ۔ مولوی عبد العزیز صاحب برادر مولوی محمد لدھیانہ۔ مولوی محمد حسین رئیس لدھیانہ۔ مولوی مشتاق احمد انبیٹھوی مدرس لدھیانہ۔ مولوی شاہ دین مفتی لدھیانہ۔ مولوی مظفر دین مرولہ والا۔ ڈاک خانہ کوٹ مومن ضلع شاہ پور۔ مولوی عبد اللہ چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو لاہور۔ مولوی غلام حسین سیالکوٹ۔ مولوی محمد خلیل احمد انبیٹھہ ضلع سہارن پور۔ مولوی شاہ محمد حسین صابری محب الحق سنبھل مراد آباد۔ مولوی نذیر احمد خان دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر سرکار نظام حیدر آباد۔ مولوی عبد اللطیف امروہی مدرس اودے پور میواڑ۔ راجپوتانہ۔ مولوی ولی محمد جالندھری ساکن تپارہ۔ قاضی عبد الاحد خانپوری لاہور۔ مولوی شیخ عبد اللہ ساکن چک نمبر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات۔ مولوی محمد حسین مفسر ساکن امروہہ۔ محلہ ملانا۔ ضلع مراد آباد۔ یو پی۔ مولوی عبد الغفار مفتی ریاست گوالیار۔ مولوی عبد اللہ محلہ کھڈہ کراچی۔ مولوی احمد حسن مدرس پدوارخی۔ امروہہ ضلع مراد آباد۔ مولوی قاسم شاہ شیعی مجتہد لاہور۔ مجتہد صاحب لکھنؤ۔ مولوی عنایت علی شیعی سامانہ۔ ریاست پٹیالہ۔ مولوی سکندر صاحب شہر میسور۔ مولوی لطف اللہ قاضی القضاۃ حیدر آباد۔ مولوی نذیر حسین انبیٹھہ۔ سہارن پور۔ مولوی عبد اللہ سجادہ نشین گڑھی پٹھاناں ضلع راولپنڈی۔ مولوی محمد حسین موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری۔ مولوی کرم اللہ چھپیانہ۔ گجرات۔ مولوی محمد اسحاق اجراوری پٹیالہ۔ مولوی نذیر حسین دہلوی یا جس کو وہ اپنا وکیل بنائیں۔ مولوی تلطف حسین دہلوی۔ مولوی کرامت اللہ محلہ باڑہ۔ صدر بازار۔ دہلی۔ مولوی فضل دین گجرات پنجاب۔ مولوی عبد الوہاب امام مسجد صدر دہلی۔ علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل بنائیں۔ مولوی منشی سلیمان ملازم ریاست پٹیالہ مؤلف غایت المرام۔ مولوی سمیع الزمان شاہجہان پوریا وہاں کا جو عالم بھی ہو۔ مولوی محمد صدیق دیو بندی حال مدرس پچھراؤں مراد آباد۔ مولوی محمد شفیع قصبہ رام پور ضلع سہارن پور۔ مولوی محمد شبلی نعمانی سابق پروفیسر علی گڑھ کالج۔ مولوی دیدار علی مسجد دائرہ۔ ریاست الور۔ شیخ خلیل الرحمن سرساوہ سہارن پور۔ سجادہ نشین جمال قطب ہانسوی۔ مولوی نظام الدین قاضی مالیر کوٹلہ۔ شیخ اللہ بخش تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء۔ مولوی عبد اللہ ٹونکی پروفیسر۔ قاضی ظفر الدین پروفیسر۔ مولوی عبد الحکیم پروفیسر۔ مولوی عبد اللہ ساکن جھنگ خلیفہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ مولوی غلام محمد چکوال ضلع جہلم۔ مولوی ابراہیم آرہ۔ مولوی محمد حسین بٹالوی۔ مولوی شیخ حسین عرب یمانی بھوپال۔ مولوی اصغر علی پروفیسر حمایت اسلام لاہور۔ مولوی محمد بشیر بھوپال۔ مولوی عبد الجبار امرتسر۔ مولوی عبد اللہ امرتسر۔ مولوی رسل بابا امرتسر۔ مولوی عبد الحق مصنف تفسیر حقانی دہلی۔ مولوی عبد الحق امرتسر۔ مولوی عبد الواحد امرتسر۔ مولوی منہاج الدین کوٹ۔ منشی الہی بخش مصنف بذریعہ الہام تفسیر لکھیں۔ مولوی احمد ساکن سکندر پور۔ ہزارہ۔ مولوی رشید احمد گنگوہی ضلع سہارن پور۔ قاضی امیر عالم ساکن سکندر پور۔ ہزارہ۔ مولوی الطاف حسین حالی پانی پتی۔ مولوی ابو الخیر نقشبندی خانقاہ شریف حضرت مرزا جانجاناں خاص دہلی۔ مولوی احمد علی واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارن پور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔ ملا ماکی نوشہرہ پشاور۔ مولوی عبد المنان وزیر آبادی جس عالم بینا کو منتخب کریں۔ قاضی سلطان محمود آئی اعوان گجرات۔ مولوی غلام محمد بگہ والا شاہی مسجد لاہور۔ مولوی محمد ذکریا انجمن حمایت اسلام لاہور۔ مولوی غلام محمد ملازم انجمن نعمانیہ لاہور۔ مولوی غازی خان گولڑہ۔ راولپنڈی۔ مولوی غلام رسول قلعیاں۔ گوجرانوالہ۔ مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا۔ ڈاک خانہ ڈوبیل۔ مولوی عبد السمیع رام پوری حال ملازم شیخ الہی بخش رئیس میرٹھ۔ مولوی محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی احمد حسن گنج پوری صابری۔ جامع مسجد دہلی۔ مولوی احمد حسن ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ۔ مولوی عبد الخالق جہان خیلاں ضلع پشاور۔ مولوی عبد الرحمن چھوہروی ضلع ہزارہ۔ مولوی فقیر محمد عزیز ترنوہ ضلع ہزارہ۔

marfat.com

کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے اشتہار سے اطلاع ہو گئی ہے۔ پہلے میں نے ایک ہفتہ مقرر کیا تھا مگر اب اس لحاظ سے اس قدر تھوڑی میعاد عام اطلاع کے لیے کافی نہیں۔ ہاں ضروری ہوگا کہ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد پیر صاحب موصوف دس دن کے اندر اس دعوت کے قبول کے بارہ میں ایک عام اشتہار شائع کریں اور بہتر ہوگا کہ پانچ ہزار کاپی چھپوا کر بذریعہ چند نامی مولوی صاحبان پنجاب و ہندوستان میں اس مباحثہ کی عام شہرت دے دیں۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ مقام مباحثہ لاہور ہوگا جو صدر مقام پنجاب ہے اور تجویز مکان پیر صاحب کے ذمہ ہوگی یعنی اگر وہ اپنے اس اشتہار میں جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، تجویز مکان اپنے ذمہ نہیں تو پھر یہ تجویز بھی ذمہ ہوگی اور کچھ حرج نہیں تمام کرایہ مکان مباحثہ کا میں ہی دوں گا۔

۳۔ تیسری یہ شرط ہے کہ یہ بحث ہر دن میں ہی ختم ہو جائے گی اور ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کی مہلت دے گی۔

۴۔ چوتھی یہ شرط ہے کہ جس قدر اس مقابلہ کے لیے مولوی صاحبان حاضر ہوں گے ان کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگا کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی مدد کریں نہ تحریر سے نہ تقریر سے نہ اشارات سے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب ایک مناسب فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کی تحریر کو نہ دیکھ سکیں اور جو شخص ایسی حرکت کرے وہ مکرر مقابلہ سے فی الفور نکال دیا جائے گا اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب اپنے ہاتھ سے ہی لکھے۔ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ آپ بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے کیونکہ اس صورت میں اقتباس و استراق کا اندیشہ ہے۔

۵۔ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب جب اپنے مضمون کو تمام کریں جو کم سے کم حسب ہدایت اشتہار ہذا بیس ورق کا ہوگا جس میں کوئی عبارت اردو کی نہیں ہوگی بلکہ خالص عربی ہوگی تو اس کے نیچے اپنے پورے دستخط کریں اور اسی وقت ایک ایک نقل اس کی مع دستخط اور نیز مع ایک تصدیقی عبارت جو یہ مضمون ہو کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے اس عاجز کے حوالہ کریں۔ اور یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ میں بھی بعد ختم تمام نقول کے ایک نقل اپنی تحریر کی بعد ثبت دستخط پیر مہر علی صاحب کو دے دوں[*]۔ یہ میرے ذمہ نہیں ہوگا کہ ہر ایک صاحب کو ایک ایک نقل دوں کیونکہ اس تھوڑے وقت میں ایسا ہونا غیر ممکن ہے کہ میں مثلاً پچاس مولویوں کے لیے پچاس نقلیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ ہاں ہر ایک مولوی صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے لیے ایک ایک نقل میرے مضمون کی پیر مہر علی شاہ صاحب سے لے کر خود لکھ لیں۔ مگر یہ اس وقت ہوگا جب اپنے مضمون کی نقل مجھے دے چکیں۔

۶۔ ہر ایک شخص اپنا اپنا مضمون بعد لکھنے کے آپ سنانے کا یا اختیار ہوگا کہ جس کو وہ پسند کرے وہ سنا دے۔ اگر سنانے کے لیے وقت کافی نہیں ہوگا تو جائز ہوگا کہ وہ مضمون دوسرے دن سنا دیا جائے۔ مگر یہ ضروری شرط ہے۔

حاشیہ متعلقہ اشتہار

[*] یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ میں بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں اور جائز ہوگا کہ میں اپنا فرض پورا ادا کر کے دوسروں کی نگرانی کے لیے کسی دوسرے کو مقرر کر دوں اور یہی اختیار مخالفین کو ہوگا۔ (منہ)

marfat.com

مہرِ منیر

شیخ نظام الدین سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی۔

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰۔جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۴ صفحات پر ہے)

(مؤلف:۔ مندرجہ بالا فہرست میں برصغیر پاک و ہند کے اُس وقت کے تقریباً تمام مشہور بزرگانِ دین اور علمائے کرام کے اسمائے گرامی آ گئے ہیں جو بقید حیات تھے۔ اور جب یہ خیال آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دینِ برحق کی مدافعت اور خدمت کے لیے ان تمام بزرگان و اکابرینِ اسلام میں سے صرف حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ ہی کو منتخب فرما کر سب کی طرف سے شرفِ نمائندگی بخشا تو بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

نقل اشتہار جواب دعوت

گولڑہ شریف میں مرزا صاحب کا یہ اشتہار دعوت ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو موصول ہوا اور حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے اُسی روز منقولہ ذیل اشتہار جواب دعوت بمع ضمیمہ مطبع اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں چھپوا کر اگلے ہی روز ملک میں شائع کروا دیا۔ مرزا صاحب کی خواہش کے مطابق پانچ ہزار کاپیاں چھپوائی گئیں ان میں سے مرزا صاحب کو بذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ اور علمائے کرام مندرجہ اشتہار دعوت کو اور پنجاب و ہندوستان، صوبہ سرحد اور افغانستان کے بہت سے دیگر علماء و فضلاء کو بھی دستی اور بذریعہ ڈاک روانہ کر دی گئیں۔ تمام ملک کے اخبارات میں بھی اس دعوت مناظرہ اور جواب دعوت کی اطلاعات نشر کر دی گئیں۔ جس سے ہر جگہ خاصی دلچسپی پیدا ہو گئی۔

حضرت مولٰینا پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا جواب دعوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وآلہٖ وعترتہٖ۔

امّا بعد۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء آج اس نیاز مند علمائے کرام و مشائخ عظام کی نظر سے گزرا مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرماویں گے وہ یہ ہے کہ دعویٰ مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو بپایہ ثبوت پہنچا دیں۔ بجواب اُس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرمائیں گے۔ مجھ کو شہادت والے تینوں علمائے کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی

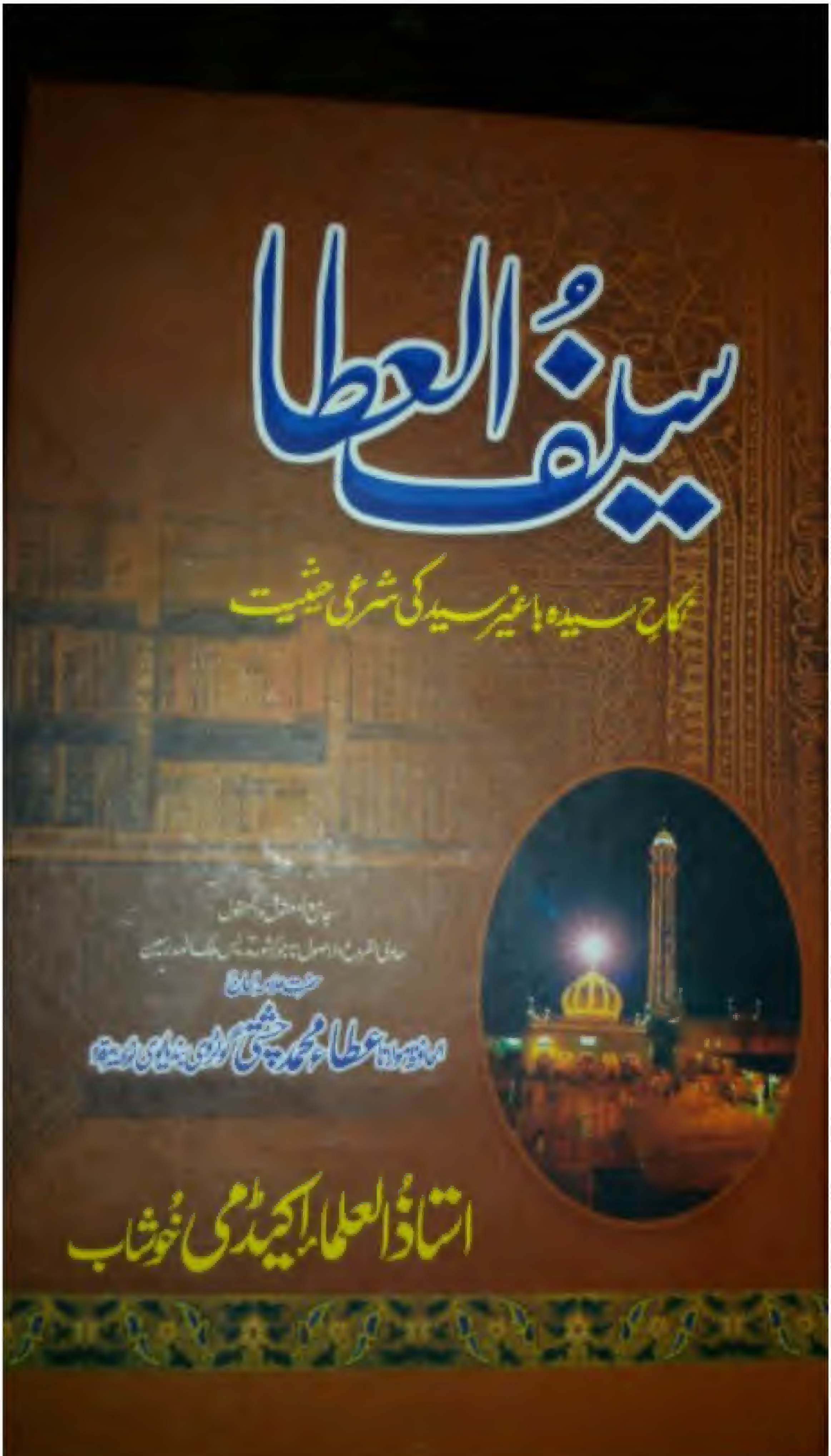
سیف العطا
نکاحِ سیدہ با غیر سید کی شرعی حیثیت
عطا محمد چشتی
استاذ العلماء اکیڈمی خوشاب

میں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہونے۔ اعتراض سوم یہ ہے کہ ملفوظاتِ مہریہ میں مردِ اُمتی کے سیدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدمِ جواز سے اور ہر صورت میں ادلّہ اربعہ سے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلہ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا۔ نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں اِن کی اور اِن کی جوتی کی توہین کرنے والے پر تو کُفر کا فتوٰی لگاتے ہیں؛ لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پروا نہیں کرتے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعلےٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتوٰی لگائیں۔

تکفیر کا فتوٰی حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلےٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماءِ حرمین الشریفین نے اُن گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؛ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب ناقلین کی ہیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیث ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہوا جملہ قرآن کی طرح

محمد جمال ناصر
گوجرانوالہ
0300-2942750

قُرَیْشٌ بَعْضُهُمْ اَکْفَاءُ بَعْضٍ (الحدیث)

سَیْفُ العَطا
عَلٰی اَعْنَاقِ مَنْ طَغٰی
وَاَعْرَضَ عَنْ دِیْنِ المُصْطَفٰی

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے مشہور فتویٰ اور ملفوظ
متعلق بہ نکاح سیدہ با غیر سید کا بے لاگ شرعی تجزیہ
اور ۱۹۹۲ء دربارِ عالیہ گولڑہ شریف میں بسلسلہ ملفوظ و فتویٰ مذکور ایک
واعظ کی غلط تشریحات اور بعض دیگر خرافات کا اسی زبان میں جواب

از

ملک المدرسین، فخر الناطقین، فقیہ العصر، جامع معقول و منقول
واقفِ فروع و اصول، عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، بقیۃ السلف

حضرت العلام حافظ عطا محمد بندیالوی چشتی نظامی گولڑوی سلمہ اللہ تعالیٰ

في الشعر اكثر منه في النثر **قوله** وقد تسكن اه وجه مع الواو والفاء اكثر لكون اتصالهما بما بعدهما
اشد لكونهما على حرف واحد فصارا الواو والفاء مع اللام بعدهما وحرف المضارعة ككلمة على وزن
فخذ فتخفف بحذف الكسرة واما ثم فتحمل عليهما لكونها حرف عطف مثلهما **قوله** وهو يدخل على الجميع
اى بخلاف اللام كما عرفت **قوله** او شكلا نحو لا اريتك ههنا لان المنهي في الحقيقة ههنا
هو المخاطب اى لا تكن ههنا حتى لا اراك **قوله** المذكورة من قبل قيده بذلك لكونه تفصيلا
لما سبق معطوفا على لم في قوله فلم لقلب المضارع ماضيا ونفيه لولا التفسير لان الكلام في الجوازم **قوله**
اى بجمل اه اى لاجل الدلالة على السببية الحقيقية كما يدل عليه بيانه في التفسير بافادة كون الاول
سببا للثاني خال عن هذه الفائدة بل يتبادر فيه السببية المحققة فلذا لم يفسر بها **قوله** بل
لمجرد اشارة الى ما ذكره الشيخ الرضي معترضا على الشيخ ابن الحاجب حيث قال ان
الشرط سبب والجزاء مسبب بان الشرط عندهم ملزوم والجزاء لازمه سواء كان سببا نحو لو كانت
الشمس طالعة فالنهار موجود او شرطا نحو ان كان لي مال حججت او لا شرطا ولا سببا نحو ان كان
زيد ابي فكنت ابنه وان كان النهار موجودا فالشمس طالعة الى غير ذلك ولعل مرادهم بالسببية
مجرد التوصل في اعتقاد المتكلم ولو ادعاء فيؤول الى الملازمة الادعائية فتكلم [illegible] ما قال المعترض

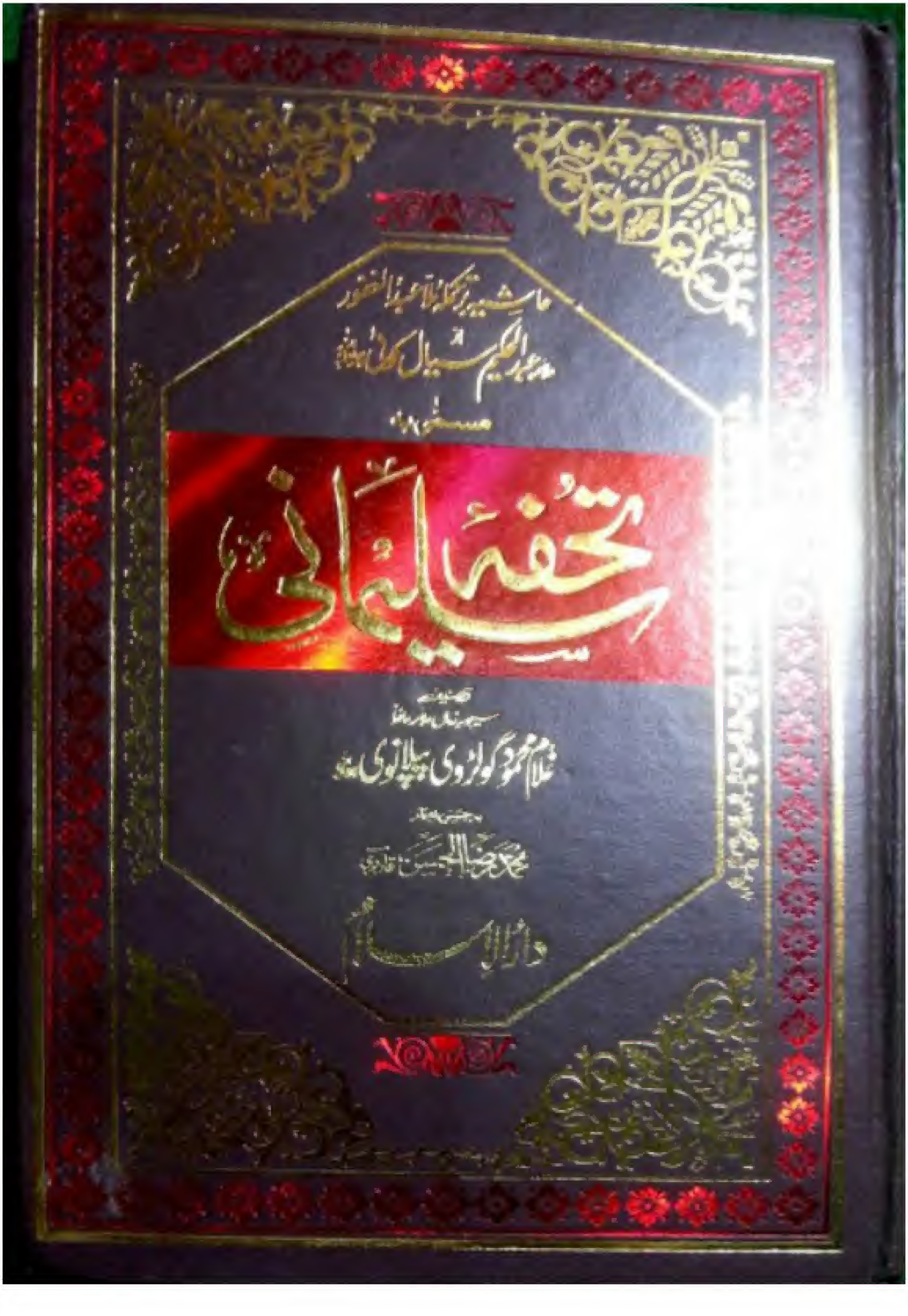
عبد الحکیم سیالکوٹی
تحفۂ سلیمانی
غلام محمود گولڑوی پپلانوی
محمد رضا الحسن قادری

پیش کی کہ بجائے مناظرہ کے دونوں فریق اس جھگڑا میں حضرت پیر صاحب گولڑہ شریف کو ثالث مان لیں چنانچہ اس بات پر دونوں فریق کا اتفاق ہو گیا اور دونوں فریق کے افراد گولڑہ شریف حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت پیر صاحب کی خدمت میں مسئلہ رکھا کہ فریق ثانی کہتا ہے کہ جو امام ان پانچ حضرات (۱) حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۲) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (۳) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۴) حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی اور (۵) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کافر نہ کہے اسکے پیچھے نماز جائز نہیں۔

حضرت پیر صاحب (قدس سرہ) کو یہ بات ناگوار گزری۔ فرمایا کہ اگر یہ پانچ بزرگ مسلمان نہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں اور جو امام ان پانچ بزرگوں کی تکفیر کرے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں، چنانچہ یہی بات دربار گولڑہ شریف کے مفتی مولانا قاری غلام محمد صاحب نے اس تحریر کے نیچے لکھ دی۔ یہ تحریر آج بھی مولانا بہاؤالدین صاحب کے پاس موضع سالار گاؤں میں موجود ہے۔

۷۔ "رسالہ مجاہد بر دو رسالہ" میں مولانا اسمٰعیل شہید اور مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی کے درمیان مسئلہ امکان نظیر و امتناع نظیر کے اختلافات پر لکھتے ہیں۔

"اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فریقین یعنی اسمٰعیلیہ و خیرآبادیہ میں سے شکر اللہ سعیہم راقم سطور دونوں کو ماجور و مثاب جانتا ہے۔ فانما الاعمال بالنیات و لکل امرء مانوی۔" (رسالہ مجاہد بر دو رسالہ طبع دوم ص۵)

۸۔ حضرت پیر صاحب موصوف نے اپنے ایک فتویٰ متعلقہ فرار از طاعون کی تصدیق و تائید میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا ایک فتویٰ (حضرت مولانا رشید احمد صاحب کی زندگی میں) اپنی ایک کتاب فتوحات صمدیہ (مطبوعہ ملتان بار سوم ص۱۱۰) میں درج کیا ہے اور اس پر جلی قلم سے بعنوان "نقل فتویٰ جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی عم فیضہٗ" خود تحریر فرمایا ہے۔

ع۱ ۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو سمجھنے کیلئے حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی تصنیف سیف چشتیائی دیکھنے کی ہدایت کی ہے۔ بیان القرآن ص۲۳۲ تاج کمپنی دہلی۔

باب چہارم

حضرات علمائے دیوبند دوسرے اکابرِ ملت کی نظر میں

آج جبکہ ملک میں اندرونی اور بیرونی فتنوں کی گرم بازاری ہے۔ عیسائی مشنری تاکیانی گروہ اور پرویزی ٹولہ مسلمانوں کے متاعِ ایمان کو لوٹنے کی فکر میں ہے پاکستان میں بے علم واعظین دیوبندی، بریلوی نزاع کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دے رہے ہیں۔ تقریباً ۱۰۰ بیس (۲۳ سال) بیس ہونے کو آئے ہیں کہ دیوبند اور بریلی دونوں ہندوستان میں رہ گئے ہیں مگر نہایت اشتعال انگیز تقریریں اور اخلاق سے گرے ہوئے حربے مسلسل استعمال کئے جا رہے ہیں اسلام کے دشمن اسلام کو ختم کرنے کے لیے لگاتار مصروفِ عمل ہیں شیطان ننگا ہو کر کبڈی کھیل رہا ہے اور جس فتنہ کے فروغ سے صرف فتنہ ہائے باطل کو فائدہ پہنچ رہا ہے کوئی نہیں جو اس فتنہ کو ختم کرے۔ تو اس باب میں ہم دکھائیں گے کہ حقانی علمائے اسلام (دیوبندی بریلوی) کا آپس میں کیا تعلق تھا۔

حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی۔

حضرت پیر صاحب کا جو رتبہ علماء و مشائخ ملک میں ہے وہ کسی سے مخفی نہیں، آپ بیک وقت عظیم پیرِ طریقت بھی تھے اور جید عالم و فاضل بھی حضرات علمائے دیوبند سے آپؒ کے عمدہ مراسم تھے۔ ر، چنانچہ ایک دفعہ موضع سالار گاہ۔ میں حضرات علمائے دیوبند کے کفر و ایمان کے متعلق مولوی بہاء الدین امام مسجد دیہہ مذکور اور محمد اشرف خان صاحب کے مابین تنازعہ رونما ہوا تنازعہ نے مناظرہ کی صورت اختیار کر لی۔ اور دونوں طرف کے علما مقررہ شدہ دن پر موضع سالار گاہ میں پہنچ گئے۔ مناظرہ سے پہلے چند معززین اہلِ دیہہ نے تجویز

باسمہٖ سبحانہٗ

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

ضرب شمشیر

بر فتنہ

پنج پیر

مؤلفہ

مولینا غریب اللہ صاحب ناظم دار العلوم مجددیہ

موضع مانکی تحصیل صوابی ضلع مردان

ناشر

مکتبہ مجددیہ مانکی ضلع مردان

میں سوال کا جو جواب ہے اُس پر دو اعتراض ختم ہوئے۔ اعتراضِ سوم یہ ہے کہ ملفوظاتِ مہریہ میں مردِ اُمتی کے سیّدہ کے ساتھ نکاح کے جواز کا سوال تھا۔ قاعدہ یہ ہے کہ یا جواز سے جواب دیا جاتا ہے یا عدمِ جواز سے اور ہر صورت میں ادلّہ اربعہ سے دلیل دی جاتی ہے۔ مگر مسئلہ زیرِ بحث میں ایسا نہیں ہوا: نہ واضح جواب دیا گیا اور نہ کوئی دلیل۔ صرف اظہارِ ناراضگی کیا گیا اور دوسرا یہ فرمایا گیا کہ مولوی لوگ عجیب ہیں اِن کی اور اِن کی جُوتی کی توہین کرنے والے پر تو کُفر کا فتویٰ لگاتے ہیں؛ لیکن اہلِ بیت کی بے ادبی کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہُوا کہ اعلےٰ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ مولوی لوگ اہلِ بیت کے بے ادب پر بھی فتویٰ لگائیں۔

تکفیر کا فتویٰ حضورؒ کے مسلک کے خلاف ہے

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرتؒ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں۔ مرزا قادیانی علیہ ما علیہ کے سوا اعلےٰ حضرتؒ نے کسی کی تکفیر نہیں کی۔ دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماءِ حرمین الشریفین نے اُن گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؛ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ تو اہلِ بیت کی بے ادبی پر آپؒ مولویوں کو تکفیر کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے۔ یہ سب ناقلین کی چیرہ دستی ہے۔ یہاں ایک مثال پیشِ خدمت ہے۔ حدیث شریف کی کئی قسمیں ہیں۔ متواتر، مشہور، خبرِ واحد اور حدیثِ ضعیف اور موضوع۔ اب اس پر اعتراض ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ پاک سے نکلا ہُوا جملہ قرآن کی طرح

اَلثَّوْرَۃُ الْہِنْدِیَّۃ

باغیٔ ہندوستان

مؤلف: مولانا محمد فضل حق خیرآبادی

(وفات: ۱۲۷۸ھ جزیرہ انڈمان)

۱۹۷۸ء

مترجم: عبدالشاہد خاں شروانی

(وفات: ۱۴۰۲ھ علی گڑھ)

○ الممتاز پبلی کیشنز لاہور

کتاب : ——— الثورۃ الھندیۃ (باغی ہندوستان)

تصنیف : ——— علامہ محمد فضل حق خیرآبادی

ترجمہ و تقدیم : ——— عبدالشاہد خان شروانی

مقدمہ اور اسکے متعلقات : ——— " " "

ابتدائیہ اور ضمیمہ : ——— علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

طبع چہارم : ——— المجمع الاسلامی مبارکپور (انڈیا)

طبع پنجم : ——— جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ نومبر ۱۹۹۷ء

ناشر : الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

ملنے کا پتہ

مکتبہ قادریہ، داتا دربار مارکیٹ، لاہور

(مولوی صاحب کا سلام مع دعا۔)

الحمد للہ الذی ... والصلوۃ والسلام علی النبی المصطفیٰ ...

۲۴ ذوالحجہ ۱۳۳۱ھ یوم چہارشنبہ بعد نماز عصر اسی مسجد میں ... کسی بزرگ

صاحب نے سوال کیا کہ ... جس کی وجہ سے وہ حاضر ہوا اور حضور سے دریافت کر رہا تھا اور بار بار یہی

کہہ رہا تھا کہ حضور مقبول بارگاہ الٰہی ہیں جو کچھ چاہیں اور جو وقت چاہیں خدا سے کرا سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا

ایسا مت کہو کیونکہ یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث شریف بالکل صحیح نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ وہ ہر امر کیطرف دل سے متوجہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہ کام

کر دیتا ہے۔ لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے۔ کیونکہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام

اپنے چچا ابو طالب کیواسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لاویں۔ اور ظہور میں ایسا نہ آیا۔ جس سے صاف پایا

جاتا ہے کہ جب نبی کو کل اختیار نہیں تو ولی کو کسطرح ہو۔ یہ تعجب ہے کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دیکر آپ معطل ہو بیٹھے۔ اور یہ بالکل برخلاف عقیدہ اسلام ہے۔ جو لوگ

نبی یا ولی کا وسیلہ ترک کر کے براہ راست خدا کو ملنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی راہ راست پر نہیں ہیں۔ کیونکہ

وہ اس خیال میں شیطان کے پیرو ہیں چنانچہ جب شیطان کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرے اور تعظیم بجا

لاوے تو وہ کہنے لگا کہ خدا تو ہے اسکے درمیان کیا ضرورت ہے۔ لہٰذا اسی وجہ سے مردود درگاہ

ایزدی ہو گیا۔ غرضیکہ بندہ بندہ ہے اور خدا خدا۔ مطلوب بنی آدم خدا کے ہاتھ میں ہیں جس امر کو کرنا چاہے

اپنے کسی مقبول کا دل اسطرف متوجہ کر دیتا ہے اور اگر نہ کرنا چاہے تو اس کے دل کو اسطرف توجہ ہی

نہیں دیتا۔ اسی واسطے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر اولیاء کی اولاد بے فیض رہ جاتی ہے اور فیض کوئی اور

نصیب والا لیکر چلا جاتا ہے۔

حضرت ... انبیاء کرام ...

ہر حال ہمیشہ اللہ تعالیٰ خود مختار ہے اور ہوتا ...

یقیناً دعا ... بے برکت ہے انکی دعا مقبول ...

اولیاء کرام

معدنِ کرم

مشتمل بر احوال و آثار

حضرت سید محمد اکمل شاہ بخاری قدس سرہٗ العزیز

المعروف بہ حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ: محمد اکرم ایم اے

راقم نے حکومت کی دھاندلی سے تنگ آکر کراچی کے ایام نظربندی میں ۵۴ روز بھوک ہڑتال کی۔ اس دوران میں حالت خستہ سے خستہ ہوتی گئی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ صبح وشام کا معاملہ ہوگیا۔ کسی وقت بھی سناونی آجانے کا احتمال تھا۔ ایوب خاں اور موسیٰ خاں راقم کو موت کی نیند سلادینا چاہتے تھے۔ پینتالیسویں روز حالت تشویشناک ہوگئی۔ مولانا تاج محمود مدیر "لولاک" نے اکابر کو اطلاع دی۔ ملک کے طول وعرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا "بھوک ہڑتال چھوڑ دو"۔ اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ عزیزالرحمٰن تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راہنماؤں کا پیغام آیا اور دین پور شریف سے حضرت مولانا عبدالہادی نے تار دیا ہے۔ ایک اور تار حضرت عبداللہ درخواستی کا ہے کہ بھوک ہڑتال چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی ضروری ہے۔" راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ صبح سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم تین بجے سوگیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک رَوِش پر، سیدنا مہر علیشاہ قدس سرہٗ العزیز، علامہ انور شاہ

نوراللہ مرقدہٗ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری "کھڑے ہیں۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"شورش گھبرانا نہیں۔ آخری فتح تمہاری ہے"۔

تقریظ جمیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ شریعت و طریقت کے امام علوم دینیہ کا بحر زخار اور مرشد طریقت تھے، انہوں نے تقریر و تحریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت اور مسلک اولیاء کی تبلیغ فرمائی اور فرق باطلہ کا رد بھی فرمایا خصوصاً سیف چشتیائی اور شمس الہدایہ لکھ کر مرزائے قادیان کے جھوٹے دعووں کی دھجیاں بکھیر دیں۔ مرزائے قادیانی نے یہ حماقت کی کہ حضرت پیر صاحب کو مناظرے کا چیلنج دے دیا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ آپ چیلنج قبول نہیں کریں گے اور مجھے پروپیگنڈا کرنے کا موقع مل جائے گا کہ اگر سچے ہوتے تو میرے مقابلے پر آتے۔ حضرت نے چیلنج قبول کیا اور مقررہ تاریخ پر لاہور تشریف لے آئے، علماء کا جم غفیر بھی پہنچ گیا، مگر مرزا کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی اس طرح اس کے جھوٹے دعوائے نبوت کا راز طشت از بام ہو گیا

پیش نظر رسالہ میں محمد شباب القادری صاحب نے سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں اور ردِ مرزائیت میں آپ کے کام کا خلاصہ بھی لیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے مہر منیر اور آفتاب گولڑہ اور فتنۂ مرزائیت سے استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور علمی کام کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محمد عبدالحکیم شرف قادری

۹ محرم الحرام ۱۴۱۸ھ

۱۷ مئی ۱۹۹۷ء

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ عالم مجدد دین و ملت

واقف رموز معرفت حضرت علامہ سیدنا

پیر سید مہر علی شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شباب قادری صاحب کی علم دوستی
اور ادب پسندی قابل تعریف ہے
اللہ تعالیٰ ان کے ذوق اور جذبے ساتھ
رابطے کو قائم رکھے مجھ حق
وکرم فرماتے ہیں

[illegible]

۱۹۹۵ء

... نے فوراً پانچ سو روپیہ مجلس احرار کے لئے ارسال کیا۔ اور یارانِ طریقت کو اس تحریک میں حصّہ
... لینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یارانِ طریقت نے ہر جگہ پوری تندہی سے کام شروع کیا۔ اپنی خدمات
... پیش کیں اور جلسے کر کے چندے کئے اور وہ رقمیں مجلس احرار کو ارسال کیں۔ یاروں میں بہت
... جیل میں گئے۔ خلفا میں سے مولوی امام الدین صاحب، پیر ولایت شاہ صاحب، منشی احمد دین
... ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی بذاتِ خود اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ جیل میں گئے۔
... نے ہزارہا روپیہ نقد اور ہزاروں روپیہ کی مالیت کے زیورات مجلس کے فنڈ میں ارسال
... کئے ... تو دوسروں کی طرح ان میں سے کسی نے معافی نہیں مانگی۔ یارانِ طریقت اور خلفا
... قید و بند کی پوری مدت گزار کے رہا ہوئے۔ جب حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد
... تشریف لائے تو مجلس احرار کے زعما اظہارِ تشکر کے لئے حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے اس
... پانچ سو روپیہ کا عطیہ مرحمت کیا۔

... کانفرنس لائل پور کے خطبۂ صدارت کا ایک مختصر اقتباس پیش ہے۔ آپ کا بے حضرت
... علیہ نے اپنی ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ
... زمانے میں ہندوستان کے مسلمانوں میں جذبۂ اسلامی مفقود نظر آتا تھا میں
... زمانے میں بھی اپنے فرائض ادا کرتا رہا۔ حجاز ریلوے کے لئے چندے کی فہرست
... ہندوستان میں سب سے پہلے مجھے یہ فخر حاصل ہوا کہ سلطان عبد الحمید خان غازی
... کے دستخطِ خاص سے پانچ اسناد عطا ہوئیں۔ ارسال کردہ رقوم کے لئے مجھے
... ہے۔ (علی گڑھ یونیورسٹی میں کئی لاکھ جمع کرایا) ۔ طرابلس فنڈ ۔ بلقان فنڈ ۔
... اور دیگر مواقع پر میں نے کافی سے زیادہ چندہ جمع کیا۔ اور اپنے یارانِ طریقت
... میں نے آج تک ساڑھے سترہ سو روپے اپنی جیب سے خلافت کے لئے
... جو سرمایہ میرے یارانِ طریقت نے میرے کہنے سے جمع کر کے بھیجا
... ہے۔ ....

... بات اور یاد آگئی ۔ جب آغا خاں یونیورسٹی کے لئے جلسے کرتے پھرتے
... انھوں نے امرتسر میں جلسہ منعقد کیا۔ میں اس جلسے کا صدر تھا۔ میاں محمد شفیع

www.Haqforum.com

[illegible] تھے ۔ انھوں نے حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ "میں نے سُنا ہے اہلِ لاہور [illegible] آزار ہیں ۔ ایسا کیوں ہے " آپ نے فرمایا " مولوی صاحب ! لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرتے ہیں " مولوی صاحب نے [illegible] تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والے کو کافر اور مرتد [illegible] یہی میرا عقیدہ ہے ۔ میں کیسے گستاخی کا ارتکاب کر سکتا ہوں " حضرت قبلۂ عالم [illegible] کھڑے ہو گئے اور آپ نے علامہ صاحب کو گلے لگا لیا ۔ اور فرمایا آپ میرے بھائی [illegible] حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر فرمایا " علامہ شبیر احمد صاحب [illegible] خبردار ان سے کوئی گستاخی نہ ہو ۔ میرے سامنے انھوں نے اپنے [illegible] وضاحت کر دی ہے " مولوی صاحب حضرت کے اخلاقِ کریمانہ سے [illegible] ۔

[illegible] کے بلند روحانی مدارج

دربارِ خداوندی اور سرکارِ نبوی میں حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کیا بلند رتبہ حاصل [illegible] کیا علم ہو سکتا ہے ۔ یہ البتہ ہم جانتے ہیں کہ دین کی خدمت اور سنتِ نبوی [illegible] والوں کے لئے مدارج بلند کے وعدے کئے گئے ہیں ۔ اور محبتِ الٰہی [illegible] سرشار رہنے والوں کا رتبہ اعلیٰ وارفع بتایا گیا ہے ۔ حضرت قبلۂ عالم [illegible] ساری عمر تبلیغ وارشاد اور خدمتِ دین وملت میں صرف ہوئی ۔ اس کا [illegible] یقیناً بارگاہ ربّ العزت سے عطا ہوا اور آپ ان مراتب بلند اور [illegible] اور آپ کو اخص الخواص کا سب سے اعلیٰ مقام مرحمت ہوا ۔

[illegible] کی درجہ پانا

حضرت قبلۂ عالم کے وصال کے بعد مولوی عبدالرشید کو جو عرصہ دراز تک علی پور سیداں کے مدرسے میں مدرس [illegible] زیارت ہوئی انھوں نے دیکھا کہ آپ نہایت شاندار لباس زیب [illegible] نے مولوی سے فرمایا " مولوی ! میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں ۔ [illegible] ہوتے ہیں ۔ چھتیسویں درجے کا خلعت مجھے آج عطا ہوا ہے " اس

سے ملنے شیخ بڈھا کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب ایک حجرہ میں بیٹھے اپنا سبق یاد کر رہے ہیں۔ مٹی کے لوٹے کے اوپر روٹی رکھی ہے۔ روٹی کا لقمہ توڑ کر نمک مرچ لگا کر منہ میں رکھ لیتے ہیں۔ اور مطالعہ جاری ہے۔ تھوڑی دیر باہر کھڑے ہم یہ شغل دیکھتے رہے۔ اور خوش ہوئے کہ ایسی محنت ہو تبھی اعلیٰ پڑھائی ہو سکتی ہے۔ اچانک صاحبزادہ صاحب کی نظر ہم پر پڑی تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ محبت اور عزت سے پیش آئے۔ کھانے کی تواضع کی۔ مگر ہم کھانا کھا کے ان کے پاس گئے تھے۔ اس لئے معذرت کر دی۔ اور کہا کہ ہم تو آپ سے ملنے اور آپ کی خیریت معلوم کرنے آئے تھے۔"

سفرِ دہلی

امرتسر میں تحصیل علم کر چکنے کے بعد آپ دہلی گئے اور وہاں مدرسہ امینیہ میں داخلہ لیا۔ درسِ نظامیہ کی تمام اعلیٰ کتابیں، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، فلسفہ وغیرہ کی تکمیل آپ نے یہیں کی تھی۔ حضرت سراج الملت فرمایا کرتے تھے کہ میں نے قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر حضرت مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب سے پڑھی ہے اور حدیث کی کتابیں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب سے پڑھی ہیں۔

مدرسہ امینیہ میں آپ نے دورۂ حدیث ختم کیا تو دستار بندی کے لئے حضرت مولانا مولوی محمود الحسن صاحب تشریف لائے تھے۔ آپ نے ایک ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور سندیں عطا کیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب فطری تواضع و انکسار کے مطابق سب سے پیچھے تھے۔ جب آپ کی باری آئی تو دستاریں ختم ہو چکی تھیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کو معلوم ہوا کہ اب دستار نہیں رہی تو انھوں نے اپنی ٹوپی اور دستار اتار کر صاحبزادہ صاحب کی دستار بندی کی اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تحسین فرمائی۔ آپ کی سند پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ اور آپ کے لئے دعا کی۔ (یہ دستار اور سند اب تک ہمارے پاس محفوظ ہے)

ایک دفعہ مولوی محمد عالم صاحب خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت کی ہم رکابی میں جا رہے تھے۔ آپ بازار سے گزرتے ہوئے ایک دکان کے سامنے رک گئے۔ تو مولوی صاحب نے رکنے کا سبب دریافت کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب دہلی میں تعلیم حاصل کرنے کے

www.Haqforum.com

سوانحِ حیات

قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین غوثِ زماں مجدّدِ دوراں ابوالعرب سنوسیِ ہند امیرِ ملّت قبلہ عالم
اعلیحضرت حاجی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب محدّث علی پوری قدس سرہ العزیز
موسوم بہ اسمِ تاریخی

سیرتِ امیرِ ملّت رح

۹۱ ہجری ۱۳

مصنفہ

حضرت جوہرِ ملّت جناب الحاج حافظ صاحبزادہ پیر سید اختر حسین شاہ مدظلہ العالی
(نبیرہ حضرت امیرِ ملّت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ)

ترتیب و تسوید

از پروفیسر محمد طاہر فاروقی ایم۔اے (فارسی و اردو) دکتورِ ادب (جامع
سابق پروفیسر و صدر شعبہ اردو۔ پشاور یونیورسٹی پشاور

حضرت کو بیٹھنے کے لیے شاہ صاحب نے اپنی مسند پیش کی۔ حضرت احتراماً اُس پر نہ بیٹھے کہ یہ مقام آپ کا ہے۔ چنانچہ مسند خالی پڑی رہی اور شاہ صاحب، حضرت کے سامنے مؤدبانہ طور سے دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے رہے۔ پھر شاہ صاحب نے حضرت سے تلقین و ارشاد کی التماس کی۔ آپ نے گھنٹہ بھر تقریر فرمائی۔ پھر آپ نے دارالعلوم کے لیے دو سو روپے کا عطیہ دیا۔ شاہ صاحب نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور تمام عالمِ اسلام کی کامرانی کے لیے دعا فرمائی۔

ادھر دوسری طرف اکابرینِ دیوبند عام طور سے صاحبِ نسبت تھے۔ چشتیہ صابریہ سلسلے میں اکثر حضرات بیعت ہونے کے علاوہ خود بھی صاحبِ ارشاد تھے پس معلوم ہوا کہ اکابرین میں بنیادی اختلافات نہ تھے بلکہ رشتہ، اخوت و مودّت فی مابین استوار تھا۔

یا اللہ، یا محمدؐ کا جھگڑا

برِصغیر کے مسلم سوادِ اعظم ــــــــ یعنی اہلسنّت و جماعت کے اکابرین میں جب مذہب کے بنیادی امور پر جھگڑا پیدا نہ کیا جا سکا تو بعد میں رفتہ رفتہ، غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے فروعی اختلافات بڑھا چڑھا کر اُٹھائے جانے لگے۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے نعتیہ قصیدے میں کسی مقام پر یا محمدؐ کا استعمال ملتا ہے۔ ادھر سیال شریف کے روضے میں اللہ، مُحَمّد کا طغریٰ بغیر لفظِ "یا" کے لکھا ہوا تاحال موجود ہے۔ پھر ذرا نسبتاً کھلے سماج میں دیکھیں تو بسوں، ٹرکوں،

[illegible]

بزم المعظم

ترتیب

[illegible]

[illegible]

سلسلۂ مطبوعات نمبر ۴

جملہ حقوق بحق اسلامک بک فاؤنڈیشن - لاہور

ناشر ـــــــ اسلامک بک فاؤنڈیشن - لاہور
طابع ـــــــ مکتبہ جدید پریس لاہور
خطاطی ـــــــ محمد عبد الرحمٰن سدیدی صحفی
تقسیم کار ـــــــ المعارف گنج بخش روڈ - لاہور
سال اشاعت ـــــــ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء
تعداد ـــــــ ایک ہزار
قیمت ـــــــ [illegible] روپے
مجلد [illegible] روپے

باہتمام

محمد ارشد قریشی

ایم اے (اقتصادیات) ایم اے (علوم اسلامیہ)
اعزازی ڈائریکٹر : اسلامک بک فاؤنڈیشن
۲۴۴- این سمن آباد - لاہور ○ فون ۴۲۰۱۵۲

واحد تقسیم کار: "المعارف" گنج بخش روڈ، لاہور

عظم الکرب ولی فیک رجاء فیه یا ربّ فرّج کربی
(مقالات وفیہ)

"یارسول اللہ! ﷺ میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودوکرم ہے۔ یانبی اللہ ﷺ یا سید الانبیاء ﷺ۔ آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ وغم بڑا ہے۔ مجھے آپ ﷺ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور ﷺ کے طفیل سے میرا غم دور کردے"۔ (مقالات وفیہ)

- حضرت حافظ شاہ محمد امداداللہ رحمہ اللہ دربار نبوی ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں۔

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہازامت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یا رسول اللہ

(رسالہ دردنامہ غمناک)

- مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ
قضائے مبرم ومشروط کی نہیں ہے پکار
خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت
جہاں کا تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار

(قصائد قاسمی)

حدیث توسل بالعباس رضی اللہ عنہ کی بحث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں 18ھ میں جسے عام الرمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا۔ چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے استسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا۔

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنه

بعد معاملہ خدائے برتر کے سپرد کردیں۔ وُہ حیّ و قیوم چاہے تو اُنھیں ان شبہات اور غلط فہمیوں کی دلدل سے نکال کر راہِ ہدایت پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ وما ذٰلك على الله بعزيز۔

اس باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اہل السنۃ والجماعت کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انھیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور ختم نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریاتِ دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرزِ تحریر میں بے احتیاطی اور اندازِ تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور باہمی سوءِ ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بدظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔ اور اگر چند امور میں اختلاف باقی رہ بھی جائے تو اس کی نوعیت ایسی نہیں ہوگی کہ دونوں فریق عصرِ حاضر کے سارے تقاضوں سے چشم پوشی کیے آستینیں چڑھائے لٹھ لیے ایک دوسرے کی تکفیر میں عمریں برباد کرتے رہیں۔

ملّتِ اسلامیہ کا جسم پہلے ہی اغیار کے چرکوں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ ہمارا کام تو ان خونچکاں زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ ان رِستے ہوئے ناسوروں کو مندمل کرنا ہے۔ اس کی ضائع شدہ توانائیوں کو واپس لانا ہے۔ یہ کہاں کی دانشمندی اور عقیدت مندی ہے کہ ان زخموں پر نمک پاشی کرتے رہیں۔ ان ناسوروں کو اور اذیت ناک اور تکلیف دہ بناتے رہیں۔

میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کردوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بیّنات، احادیثِ صحیحہ یا اُمت کے علماءِ حق کے ارشادات سے ماخوذ ہے تاکہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہلِ غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں وُہ اُٹھ جائیں اور حقیقت آشکارا ہو جائے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا۔ اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دُور ہو جائے گی جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصّہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ۔ خداوند کریم ہمارے حالِ زار پر رحم فرماوے اور دلوں کو حسد اور نفرت کے جذبات سے پاک کرکے ان میں محبت و اُلفت پیدا فرماوے۔ وهو على كل شيء قدير۔

قرآن حمید عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی کا اپنا ادب ہے۔ فصاحت و بلاغت کا اپنا معیار ہے۔ اس کے اپنے مجازات، استعارات اور امثال ہیں۔ مفردات کے اشتقاق اور جملوں کی ترتیب کے الگ قواعد ہیں۔ اس کا دامن الفاظ کی کثرت سے معمور ہے اور قواعدِ اشتقاق نے تو اس میں اتنی وسعت پیدا کردی ہے کہ دُنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان بھی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اس کتابِ مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم عربی زبان سے ربط پیدا کریں۔ اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائیں۔ اس کے ادب اور اسلوبِ انشاء کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شرابِ طہور چھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔

جہاں کہیں کوئی نحوی یا صرفی اُلجھن معلوم ہوئی یا لغوی پیچیدگی نظر آئی میں نے کوشش کی ہے کہ ائمۂ فن کے مستند اقوال

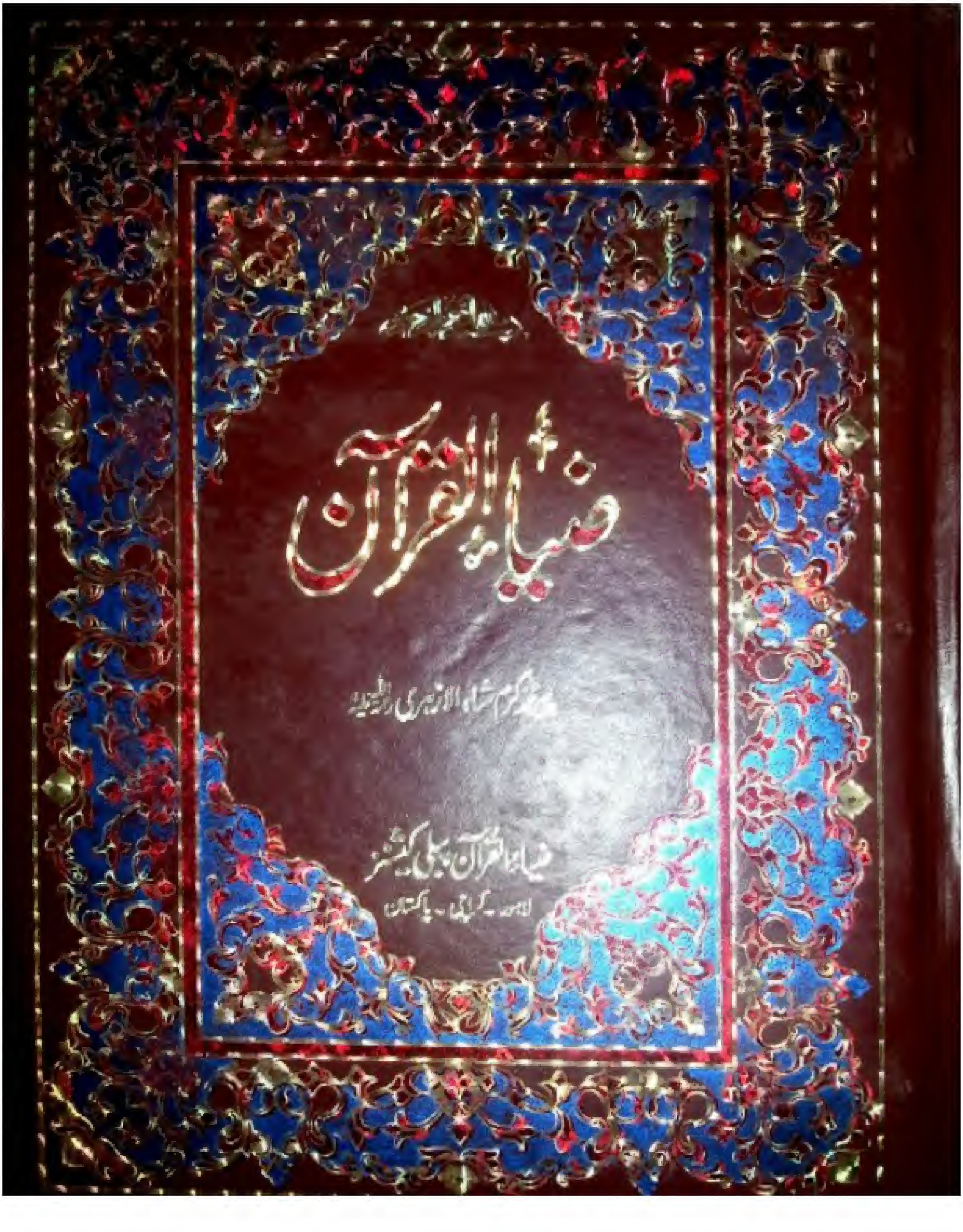
ضیاء القرآن
محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

اس قدر مفارقت اور مسافت واقع ہوگئی ہے کہ مرید کے لیے پیر کی خدمت میں حاضر ہونا مشکل ہے تو وہ پیر سے جدا ہوا ہوا شخص کسی دوسرے شیخ کامل مکمل کی خدمت میں حاضر ہو کر اسرار توحید اور حقائق و معارف کی تعلیم و تربیت حاصل کر کے سلوک کے تمام مراتب طے کر چکا ہے اور خرقۂ خلافت حاصل کر چکا ہے تو یہ دوسرا شیخ اس کے آدمی کا مرشد کہلائے گا ۔ کیونکہ لفظ مرشد مشتق ہے ارشاد سے ۔ جس کے معنی ہیں راہ دکھانا چونکہ اس آدمی نے اس شیخ کی امداد اور عنایت سے ہدایت و معرفت حاصل کی ہے لہٰذا یہ شیخ اس کے مرشد ہیں اور وہ شیخ جن سے اس نے پہلے بیعت کی تھی اس کے پیر کہلائیں گے ۔ پیر اور مرشد میں فرق اسی وجہ سے ہے ۔ لیکن اگر کسی شخص نے سلوک کے تمام مدارج اس شیخ کے ہاں طے کیے ہیں جن سے وہ شروع میں بیعت ہوا تھا اور خرقۂ خلافت بھی ان سے حاصل کیا ہے تو اس کے پیر اور مرشد وہی ایک شیخ ہوں گے ۔ یہ بات صرف جاہلوں میں مشہور ہوگئی ہے ۔ ضرور بالضرور ایک پیر لینا چاہیئے اور ایک مرشد ۔ خواہ پہلا پیر موجود کیوں نہ ہو ۔ دوسرا مرشد ضرور لینا چاہیئے ۔ ان کا یہ خیال غلط ہے

اس کے بعد ایک شخص نے دریافت کیا کہ قبلہ کیا عرب میں بھی تمام سلاسل موجود ہیں یا نہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ عرب میں سب سے زیادہ غالب اور جاری سلسلہ شاذلیہ ہے جس کی ابتدا حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی قدس سرہٗ سے ہوئی ۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر مغربیہ ہے ۔ جس کے بانی حضرت شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہٗ ہیں ۔ سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ چشتیہ بھی عرب شریف میں پائے جاتے ہیں ۔

علمائے دیوبند کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہٗ

اس کے بعد فرمایا کہ عربستان میں سلسلۂ چشتیہ زیادہ تر حاجی امداد اللہ مہاجر کی قدس سرہٗ کی بدولت پھیلا ہے جو چشتی صابری ہیں ۔ آپ کا اصل وطن ہندوستان میں مقام پانی پت ہے ۔ لیکن انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں کر جائے امن وحصن حصین ہے قیام پذیر ہوگئے ۔ ان کے ساتھ مولوی رحمت اللہ بھی تھے جو بہت بڑے عالم تھے اور اب

اشاراتِ فریدی

مقابیس المجالس

عرف ہشت بہشت

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب

مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

الفیصل

ناشران و تاجران کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

۲۔ بروزِ عیدین، پنج شنبہ وغیرہ میں فاتحہ مرسومہ ہاتھ اٹھا کر برائے ایصالِ ثواب بدعات ناپسندیدہ شرعیہ ہیں۔

۳۔ مسئلہ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ۔

۴۔ مسئلہ امکانِ نظیرِ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۵۔ تمام بنی آدم کا بشریت میں آپ کے برابر ہونا۔

۶۔ آپ کا علم شیطان کے علم سے کم ہے[1]

اس تاریخی مناظرہ میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین چاچڑاں شریف کو حکم مناظرہ مقرر کیا گیا اور فریقین کے مقتدر علمائے فکر شریک ہوئے۔ نتیجۃً مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی شکست تسلیم کر لی اور انہیں ریاست بہاولپور چھوڑنا پڑی۔ چونکہ اس معرکۃ الآراء مناظرہ کو اعتقادی دنیا میں ایک تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ بدیں وجہ ہم اس کی روئداد کا اقتباس "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" سے ہی بلفظہٖ نقل کرتے ہیں۔

رمضان المبارک میں حسب الطلب ریاست بہاولپور کے فقیر مناظرہ کے لیے وارد بہاولپور ہوا اور خلیل احمد صاحب جو رخصت پر تھے بھی ہم مشرب علماء لے کر عشرۂ آخر رمضان المبارک میں وارد بہاولپور ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ مولوی محمود حسن مدرس مدرسہ دیوبند۔

۲۔ مولوی صدیق احمد مقیم ریاست مالیر کوٹلہ۔

۳۔ مولوی محمد مراد۔

۴۔ مولوی عبد الحق متوطن پور قاضی۔

۵۔ مولوی جمعیت علی مدرس فارسی بہاولپور۔

علمائے اہلِ سنت سے مندرجہ ذیل علمائے کرام تشریف لائے تھے:

---

[1] تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ۔

۱۔ مولوی سلطان محمود تلیری والے۔

۲۔ مولوی عبدالرشید مدرس مدرسہ حضرت صاحب السیر رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ مولوی عمر بخش صاحب مرحوم۔

۴۔ مولوی غلام نبی مرحوم۔

۵۔ مولوی اللہ بخش صاحب مرحوم۔

رمضان المبارک میں شدتِ گرما کے سبب سے انعقادِ مجلسِ مناظرہ بعد عید سعید قرار پایا۔ پس ۲۔ شوال کو حضرت صاحب کے قیام فرودگاہ پر اراکین ریاست بہاولپور جمیع علماء و شرفاء جمع ہوئے تو فقیر راقم الحروف نے محض تائید دین متین کی غرض سے چند اعتراضات مسائل براہین قاطعہ پر عرض کیے اور اول سے آخر تک پڑھ سنائے[1]

مناظرہ کے اختتام پر اہل سنت وجماعت کو فتح ہوئی اور شیخ الشیوخ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ حَکَم مناظرہ نے فیصلہ لکھا۔

"مولف براہین (مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی) معہ اپنے معاونین کے وہابی ہیں اور اہل سنت سے خارج ہیں۔"

اس مناظرہ کی تفصیلی روئداد "تقدیس الوکیل" میں قلم بند کی گئی مگر یوپی کے بعض علمائے دیوبند نے اسے جانب دار قرار دے کر فیصلہ سے انحراف کر لیا۔

حضرت مصنف ۱۳۰۷ھ جمادی الاخریٰ میں بہ عزم حج بیت اللہ شریف وارد بمبئی ہوئے اور جہاز پر سوار ہوتے ہی مناظرہ کی کارروائی کو عربی میں لکھنا شروع کر دیا۔ حجاز مقدس پہنچ کر علمائے حرمین الشریفین کے سامنے پیش کر دیا اور فتویٰ حاصل کر کے کتاب کی تائید و تصدیق حاصل کی۔ جن علمائے حجاز نے آپ کی اس مشہور کتاب کی تائید فرمائی ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ۔

---

[1] تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ مولانا غلام دستگیر قصوری۔

تذکرہ

علماء اہلسنت وجماعت لاہور

ترتیب و تحقیق

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔اے

مکتبہ نبویہ ۔ گنج بخش روڈ لاہور

یا اللہ

یا رسول اللہ

مُتْ غَیظًا اَے عَدُوِّ عبدُ القادر (فاضل بریلوی)

کتابِ لاجواب

مُسَمّٰی بہ

لطمة الغیب علٰے ازالة الرّیب

دربیانِ ایں کہ

کعب بن اشرف قُرظی سے
مولوی اشرف سیالوی تقریظی چار قدم آگے ہیں

از رشحاتِ قلم، فاضلِ حقیقت رقم، شہریارِ اقلیمِ قرطاس وقلم

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

ناشر: مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد، پاکستان

میں آپ کا یہ منصب عالی تسلیم کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکا ئیں تھیں۔ بقول راقم الحروف۔

جو کہا تو نے وہ مامور من اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعویٰ تیرا

اعلانِ قدمی ھذہ کو من امر اللہ تسلیم کرنے والی مشہورِ زمانہ شخصیات

بہ طور مشتے از خروارے ہم یہاں بالاختصار صرف اُن بزرگوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے اس اعلان کو بامرِ الٰہی سمجھا اور غوث پاکؒ کو اس اعلان کے لئے مامور من اللہ تسلیم کیا۔

1. حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
2. حضرت شیخ ابو سعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
3. حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت سید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ
5. حضرت شیخ القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ
6. حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ
7. حضرت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ
8. حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ
9. حضرت علامہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
10. حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
11. حضرت امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ
12. شیخ ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
13. شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ
14. شیخ عبد الرحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ
15. حضرت شیخ محمد بن یحیٰی التاذفی رحمۃ اللہ علیہ
16. حضرت شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
17. حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
18. حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
19. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف

موخر الذکر بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ حق ترجمان سے

آگے نکل گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم قرآنِ مجید کی اُن آیات کو جو بُتوں کے بارے نازل ہوئیں بزرگانِ دین پر منطبق کرنے کی جسارت سے محفوظ ہیں۔ البتہ جو آیات ردِّ شرک میں آئیں اُن کو مشرکین کے خلاف ضرور استعمال کرتے ہیں چاہے وہ مشرکینِ عرب ہوں یا دورِ حاضر کے مُبتلایانِ شرک۔ لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ مسئلۂ استعانت میں ہم ایاکَ نستعین پر سختی سے عمل پیرا ہیں اور ہم استعانت ذاتِ باری تعالیٰ ہی سے کرتے ہیں اس کی پوری تفصیل ہماری کتاب "اعانت و استعانت کی شرعی حیثیت" میں دیکھی جاسکتی ہے۔

جہاں تک اسماعیل دہلوی سے میری سبقت کا تعلق ہے تو اس کے متعلق میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ میں نے آج تک کبھی تحریراً تقریراً اسماعیل دہلوی صاحب کی تعریف میں کوئی ایک لفظ نہیں کہا اور نہ اُنہیں اس قابل سمجھا کہ میں اُن کا ذکر کروں۔ البتہ وابستگانِ سلسلۂ چشتیہ کے نزدیک بالعموم اور بصیر پوری و سیالوی صاحب کے نزدیک بالخصوص مُستند و حجت کتاب مقابیس المجالس کا مندرجہ ذیل اقتباس مطالعہ کر لیں وہ آپ کے لئے سُود مند رہے گا۔ "شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید جو حضرت شاہ عبدالعزیز کے مرید و خلیفہ حضرت سیّد احمد شہید کے مرید و خلیفہ ہیں نے بھی اپنی کتاب عبقات میں شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربیؒ اور حضرت مجدد الف ثانی کے نظریۂ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق ثابت کی ہے"...... "آگے چل کر شاہ اسماعیل شہید مختلف بزرگوں کے اقوال نقل کرتے ہیں[1]"

قبلہ سیالوی صاحب آپ کی ذہنیت پر آفرین ہو کہ سرتاجِ اولیاء کو ایک فاسق و فاجر دوزخی سے تشبیہ دے کر بھی آج تک آپ چند فاتر العقل اور نام نہاد اہلِ سنّت کا سرمایہ بھی ہیں

[1]: مقدمہ مقابیس المجالس ، ص 228,227

فوت ہو گئے ہیں لیکن حاجی امداد اللہ صاحب جو بہت کامل بزرگ ہیں زندہ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا۔ دیوبند، دہلی، سہارنپور اور گنگوہ کے اکثر جید علماء حاجی امداد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔

مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحب کے مرید اور خلیفہ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرہم۔[1] (حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ کا مقام پیدائش ممکن ہے بقول حضرت خواجہ علیہ رحمۃ پانی پت ہو۔ لیکن بعد میں آپ تھانہ بھون میں رہتے تھے جو سہارنپور کے قریب ہے۔ پہلے آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں مرید ہوئے۔ وصال شیخ کے بعد آپ حضرت شیخ میاں جیو نور محمد جھنجھانوی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر مرید ہونے سے سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں داخل ہو گئے۔ اگرچہ دار العلوم دیوبند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دار العلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرہٗ کے حکم پر جاری ہوا۔ ہندوستان سے ہجرت کی وجہ یہ تھی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ نے انگریزوں کے خلاف علم بغاوت بلند فرمایا اور فوج تیار کر کے ان کے خلاف لڑتے رہے اور کئی ایک مقامات پر فتح بھی حاصل کی۔ ان تمام معرکوں میں سے شاملی کی جنگ زیادہ مشہور ہے جہاں آپ کی فوج نے انگریزی فوج پر فتح حاصل کی تھی۔ لیکن جب بالآخر انگریز غالب آ گئے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسمؒ کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہوئے تو آپ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے۔ لیکن مولانا رشید احمد صاحبؒ گرفتار ہو گئے تھے اور کافی عرصہ جیل نے

۱۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے اس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا محمد قاسم نانوتوی وغیرہم علمائے دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہل طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی حضرات ان کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں۔

اشاراتِ فریدی

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب
مولانا رکن الدین مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ
مولانا کپتان واحد بخش سیال چشتی صابری

"مفتی کی ایک غلطی جہاں کی تباہی"

اِس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس مفتی محمد شفیع مرحوم کا اُصول تکفیر کے حوالہ سے اِس کی تحسین کرنا ہے، اِس عجیبہ ءزمان بے احتیاطی و نا اُسلمی کو اَحوط واسلم کہہ کر اُس پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے۔ الٰہیات کے حوالہ سے جب ہمارے دینی مدارس کے ساتھ تو وابستہ اکابر کی بے اعتدالیوں، بے احتیاطیوں اور معکوس عملیوں کا یہ عالم ہے تو پھر اصاغر کا خدا ہی حافظ۔ سچ کہا گیا ہے؛

ہمیں اکابر و ہمیں رہنما

عمل اصاغر معکوس شدہ

اکفار الملحدین سے لے کر مفتی محمد شفیع کی "وصول الافکار الی اصول الاکفار" تک اِس موضوع میں لکھی گئی مذکورہ تصنیفات سے ملنے والی افسردگیوں سے برعکس جن سینکڑوں تصنیفات سے اِس کتاب کی تدوین میں ہم نے رہنمائی لی اُن میں قرآن وسنت کے بعد حضرت ابن ہمام کی مسامرہ' امام احمد رضا خان کی تمہید ایمان اور فتاوٰی رضویہ' میر سید السند کی شرح مواقف' امام سعد الدین تفتازانی کی شرح عقائد و شرح مقاصد اور حافظ ابن تیمیہ کی فتاوٰی کبریٰ اور کتاب الایمان، مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی سرفہرست ہیں۔ ہم اللہ تعالٰی کی رحمت سے اُمید کرتے ہیں کہ ہماری یہ کاوش جملہ مکاتب فکر اہل اسلام کیلئے بالعموم اور دار الافتاء کے ذمہ داروں کیلئے بالخصوص اُصول تکفیر کے طور پر کامل رہنما ثابت ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالٰی)

جس کی اصل وجہ ہمارے تجربہ کے مطابق اکابر پرستی اور اُنہیں معصوم عن الخطاء و النسیان تصور کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہ بیماری صرف محدث کشمیری مرحوم کے مکتبہ فکر تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر مکتبہ فکر کے علماء اِس میں مبتلا نظر آ رہے ہیں۔(الا من وفقہ اللہ عزوجل)

﴿افسوس بالائے افسوس﴾

اُصول تکفیر کے حوالہ سے اکفار الملحدین کے اندر موجود مذکورہ معکوس نمائیوں سے رنجیدہ ہونے سے بڑھ کر افسوس مجھے مفتی محمد شفیع کی تحریر سے ہوا کہ اُنہوں نے اِس موضوع پر لکھے گئے اپنے 70 صفحات پر مشتمل رسالہ بنام "تکفیر کے اُصول" میں اپنے پیر کی ایک ایسی بات کی تصدیق وتوثیق اور تحسین کی ہے جو نہ صرف اہل سنت عقیدہ کے خلاف ہے بلکہ خرق اجماع اور عقل ونقل سے بھی متصادم ہے۔ محولہ بالا رسالہ جو جواہر الفقہ جلد اول میں مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر 14 سے مولانا محمد رفیع عثمانی کی تقدیم ونگرانی میں شائع ہوا ہے۔ اُس کے صفحہ نمبر 37 پر مفتی محمد شفیع صاحب نے "تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ، جلد سادس" کا عنوان دیکر اُس کے تحت لکھا ہے؛

> "یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریقے سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اِسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اِس عقیدہ کا معتقد یا اِس قول کا قائل ہے یا نہیں ہے تو اِس کیلئے احوط واسلم وہ طریقہ ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔ جس کو

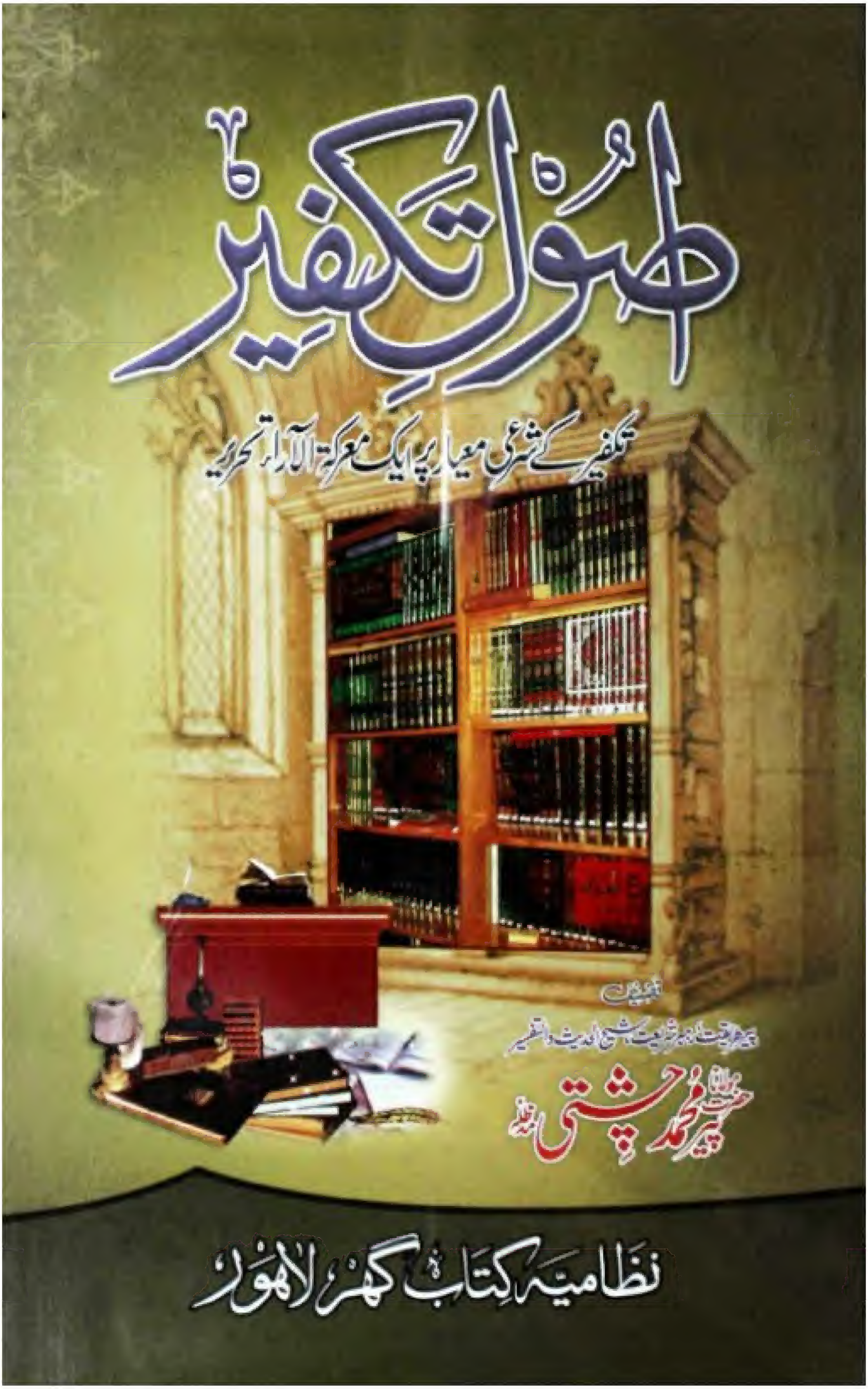
اصولِ تکفیر
تکفیر کے شرعی معیار پر ایک معرکۃ الآراء تحریر
تصنیف
پیر طریقت رہبر شریعت شیخ الحدیث والتفسیر
حضرت مولانا پیر محمد چشتی مدظلہ
نظامیہ کتاب گھر لاہور

ان دنوں باؤجی قدس سرہٗ نے راقم کے بچوں کو اپنی شفقتوں میں شریک کیا۔ احقر کی اہلیہ نے آپ سے عرض کیا۔ حضور رحمت العالمینؐ کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم شریکِ حال ہے۔ کوئی تردد نہیں نہ کسی چیز کی احتیاج ہے۔ صرف اپنی دعاؤں میں شریک کرلیں۔ ہماری واحد ضرورت یہی ہے۔" فرمایا۔ "مجھے تو اعلیٰحضرت کا حکم ہے۔ میں ان کے ارشاد کی تعمیل کر رہا ہوں۔ بفضل تعالیٰ شورش ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔ اعلیٰ حضرت کی اس پر نگاہ ہے:"

باؤجی نے ۱۹۶۰ء سے کر اپنے وصال ۱۹۷۴ء تک ہمارے مؤدبانہ اعتراض و انکار کے باوجود اپنا تلطف جاری رکھا۔ فرماتے "شورش ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہم اس کے دعاگو ہیں۔"

راقم نے حکومت کی دھاندلی سے تنگ آکر کراچی کے ایام نظر بندی میں ۴۹ روز بھوک ہڑتال کی۔ اس دوران میں حالت خستہ سے خستہ ہوتی گئی۔ نوبت بہ اینجا رسید کہ صبح و شام کا معاملہ ہوگیا۔ کسی وقت بھی حادثہ آجانے کا احتمال تھا۔ ایوب خاں اور موسیٰ خاں راقم کو موت کی نیند سلا دینا چاہتے تھے۔ پینتالیسویں روز حالت تشویشناک ہوگئی۔ مولانا تاج محمود مدیر "لولاک" نے اکابر کو اطلاع دی۔ ملک کے طول و عرض سے راقم کے نام تاروں کا تانتا بندھ گیا "بھوک ہڑتال چھوڑ دو"۔ اس روز دس بجے شب کے لگ بھگ حافظ عزیز الرحمٰن تشریف لائے اور فرمایا کہ انہیں لاہور سے مختلف راہنماؤں کا پیغام آیا اور دین پور شریف سے حضرت مولانا عبدالہادیؒ نے تار دیا ہے۔ ایک اور تار حضرت عبداللہ درخواستی کا ہے کہ بھوک ہڑتال چھوڑ دو۔ تمہاری زندگی ضروری ہے۔ راقم نے حافظ جی کو ٹال دیا کہ صبح سوچیں گے۔ وہ چلے گئے۔ راقم تین بجے سو گیا۔ اذان کے وقت خواب دیکھا کہ جنت الفردوس کی ایک روش پر، سیدنا مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز، علامہ انور شاہ

نور اللہ مرقدہٗ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کھڑے ہیں۔ راقم کے شانہ کو ان کے مقدس ہاتھ نے تھپکی دیتے ہوئے کہا:

"شورش گھبراؤ نہیں۔ آخری فتح تمہاری ہے۔"

جب دن چڑھے راقم کو جگایا گیا تو پائنتی کی طرف پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد، کمشنر کراچی اور سپرنٹنڈنٹ جیل کھڑے تھے۔ تینوں آپس میں کانا پھوسی کر کے چلے گئے۔ راقم ایک جاں بلب مریض کی طرح تھا۔ ایکا ایکی دوبارہ آنکھ لگ گئی۔ پروفیسر ڈاکٹر افتخار احمد گورنر موسیٰ سے مل کر لوٹے جھنجھوڑ کے جگایا۔ کہنے لگے... "مبارک ہو آپ کو حکومت نے رہا کر دیا۔ پولیس چلی گئی۔ اب آپ آزاد ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے انجکشن لگانا شروع کئے اور رات کے آغاز تک انجکشن دیتے رہے۔

اس کے بعد راقم نے ۱۹۷۰ء سے سانحہ ربوہ تک تن تنہا قادیانی امت کا سیاسی محاسبہ جاری رکھا۔ باؤجی قدس سرہٗ نے راقم کو صبح شام کی دعاؤں میں شریک کیا۔ آپؒ کے روحانی تصرفات کا فیضان تھا کہ راقم کا قلب مضبوط ہوتا گیا۔ پھر جب جون ۱۹۷۴ء سے تحریک کا فیصلہ کن دور شروع ہوا، تو حضرت باؤجی نور اللہ مرقدہٗ مرض الموت کے نرغہ میں تھے۔ لیکن آپ کے معمول میں کوئی فرق نہ تھا۔ آپؒ کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ راقم نے وصال سے چند دن پہلے نیاز حاصل کیا، تو فرمایا۔

"جدوجہد کیے جاؤ۔ نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" پھر خاموش ہوگئے۔ چہرہ مبارک دمک رہا تھا۔ فرمایا ___ "آپ سُلطے ہو کے رہے گا، نصرت آچکی ہے۔ میں اعلیٰ حضرتؒ کے پاس جا رہا ہوں۔ ان سے عرض کروں گا۔ آپ نے جس پودے کی آبیاری کی تھی، وہ پھل لے آیا ہے۔"

●

نے سرکار کی خواہش و اصرار کے باوجود گواہی دینے سے انکار کر دیا اور مل شاہ سے کہا، آپ اسے قید کرنا چاہتے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے پہلی بیعت پیر صاحب قبلہ ہی کے دست مبارک پر کی۔ اور اپنے لیے سحر بیانی کی خواہش و التدعا کی۔ پیر صاحب قبلہ نے آپ کو ایک ورد بتایا، جو آپ ہر تقریر سے پہلے زیر لب پڑھتے تھے۔ پھر تقریر شروع کرتے اور مجمع ان کی مٹھی میں ہوتا۔

علامہ اقبالؒ نے قادیانی مسئلہ پر علامہ انور شاہ نور اللہ مرقدہٗ کے علاوہ حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ کو بعض مسائل سے آشنائی کے لیے خطوط لکھے۔ قادیانی میرزا صاحب کی نبوت کے لیے جن علماء اُمت کے ملفوظات کا سہارا لیتے ان میں محی الدین ابن عربی سرفہرست تھے۔ ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ "ایک مسلمان ولی کے لیے بھی روحانی ارتقاء کے دوران میں ایسے تجربات ممکن ہیں جنہیں صرف شعور نبوت سے مختص مانا جاتا ہے۔" لیکن "فتوحات مکیہ" میں کئی مقامات پر شیخ محی الدین ابن عربی نے تصریح فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص پر نبی یا رسول کا اطلاق ممکن ہی نہیں ملاحظہ ہو سیف چشتیائی صفحہ ۲۲۹۔ لیکن مرزا صاحب تحریف کے عادی تھے جس کی تحریف سے قرآن و حدیث نہ بچ سکے۔ اس کے سامنے فتوحات مکیہ کیا چیز تھی۔ پیر صاحب ابن عربی کے فلسفہ پر کامل نگاہ رکھتے اور اس سلسلہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ علامہ اقبال نے قادیانیوں کی متذکرہ اُپج کے بارے میں آپ سے استفادہ کے بعد اپنے بیان میں اس کی کاٹ کی۔ غرض پیر صاحب نے وصال فرمایا تو اس وقت تک مسلمانوں نے قادیانیوں کو عملاً الگ کر دیا تھا اور مختلف محاذوں پر تحریک ختم نبوت کے سرخیل مولانا ظفر علی خاں، سید عطاء اللہ

شاہ بخاری اور علامہ اقبال تھے۔ ہر سہ کو حضرت پیر مہر علیشاہ صاحبؒ سے بالواسطہ و بلاواسطہ فیض پہنچا تھا۔ حضرت پیر صاحبؒ نے میرزا غلام احمد کو پچھاڑا۔ ان ہر سہ اکابر نے اس کے بیٹے میرزا بشیر الدین کو اس طرح پچھاڑا کہ قادیانی اُمت مذہبًا جاں بلب ہو گئی۔

سیدنا مہر علیشاہ قدس سرہٗ العزیز کے بعد آپ کے فرزند سید غلام محی الدین شاہ جانشین ہوئے۔ آپ نے تعلیم و تربیت کے علاوہ اپنے یگانۂ عصر والد قدس سرہٗ کی نگاہ سے فیض حاصل کیا اور ایقان و عرفان کی متصوفانہ منزلیں طے کی تھیں۔ آپ کو اعلیٰ حضرت نے بابوجی کہہ کر مخاطب کیا تو خانوادۂ طریقت میں اسی لقب سے معروف ہو گئے۔ راقم کو آپ سے سولہ برس نیاز رہا۔ آپ نے ۱۹۵۹ء میں حرمین شریفین سے واپسی پر راقم کے غریب خانہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کیا۔ اس دن سے آپ کے وصال جون ۱۹۷۴ء تک احقر کو آپ سے قربت کا شرف حاصل رہا۔ ہر چیز قربت سے کشش کھو دیتی ہے۔ لیکن آپ کا وجود فی الواقع معرفت حق کا خزینہ تھا۔ آپ سے قرب ارادت پیدا کرتا اور محسوس ہوتا کہ اللہ کی زمین پر معجزۂ الٰہی ہیں۔ آپ بلاشبہ ایک ولی اللہ اور جود و سخا کے انسان تھے۔ آپ کے وجود میں وہ تمام اوصاف متجلی نظر آتے جو قرنِ اولیٰ میں صحبت یافتگان رسالت کی خصوصیت تھے۔ آپ علائق دنیا سے اس حد تک بے نیاز تھے کہ آپ کو معلوم ہی نہ تھا، دنیا کیا ہے اور اس کے شب و روز کیا ہیں؟

فیلڈ مارشل ایوب خان نے اقتدار سنبھالا اور دارالحکومت راولپنڈی لے گئے تو آپ سے رابطہ پیدا کرنا چاہا۔ اپنا سیکرٹری بھیج کر آپ کو یاد کیا۔ راقم بھی وہیں تھا۔ صدر ایوب کے سیکرٹری نے اخلاص کا اظہار کیا اور پیغام دیا کہ صدر آپ سے ملنے کے متمنی ہیں اور مجھے اسی غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ تفصیلات

منکر حدیث ہے کیونکہ یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ یہ حدیث شریف ہے اس کو اس نے اعلیٰحضرت کا عقیدہ قرار دیا ہے گویا اس حدیث پر اس کا ایمان نہیں۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی اس حدیث شریف کو نشر الطیب ص پر نقل کیا ہے کتاب کھول کر دیکھ لیں اور بتائیں کہ ایمان لائے یا ابھی منکر حدیث ہی ہیں ؟

باقی رہا یہ کہنا کہ مولوی غلام جہانیاں کا یہ عقیدہ کہ "حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہوگئے اور کسی کو اس کی خبر نہیں" تو ملاں یوسف نے یہ عبارت "فوائد فریدیہ" کا اردو ترجمہ مسمیٰ بہ "فیوضات فریدیہ" ص سے نقل کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اپنے ۲۰ اور ۲۱ کے مکتوبات میں تحریری وعدہ کے باوجود ابھی تک "فوائد فریدیہ" کا ترجمہ "فیوضات فریدیہ" ہمیں نہ قیمتاً مہیا کیا نہ عاریتاً ان کی اس غفلت ولاپرواہی کا ہمیں بہت ہی افسوس اور صدمہ ہے اگر وہ مذکورہ کتاب ارسال کر دیتے تو ملاں جوزف کی بے ایمانیوں کی نقاب کشائی کرنے میں ہمیں آسانی ہوتی۔ بہرحال اتنا ضرور ہے کہ مصنف نے جس "فوائد فریدیہ" کا نامکمل وغیر مکمل حوالہ دیا ہے وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اس کا ترجمہ اپنے ایک عزیز کے ذمہ لگایا اور انہوں نے یہ ترجمہ مولانا غلام جہاں صاحب کے نام سے شائع کرا دیا۔ اب جبکہ یہ ثابت اور مسلم ہے کہ فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید کو خود مصنف "سیف شیطانی" نے ص و دیگر متعدد صفحات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کیا ہے۔ مولوی غلام جہانیاں صاحب یا ان کے عزیز تو مترجم ہیں۔ بتایئے مولوی جوزف کی خرافات کی زد میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ آتے ہیں یا نہیں ؟

اسی طرح ص پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب کا ایک ایسا فتویٰ نقل کیا گیا ہے

یا اللہ جل جلالہٗ ۷۸۶/۹۲ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے اعدا میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
سب حیا کرتے ہیں کیوں شور بپا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی کے ابلیسی افترات
و شیطانی خرافات کا مدلل و مسکت جواب

برق آسمانی
بر
فتنہ شیطانی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوت غور و فکر

فاتح نجدیت
قاطع دیوبندیت
مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی

البرہان پبلیکیشنز لاہور

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبلہ عالم مجدد دین و ملت

واقف رموز معرفت حضرت علامہ سیدنا

پیر سید مہر علی شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

بریلوی مولوی کا شیخ الہند مولانا محمود حسن رح کی عظمت کا زبردست اقرار

غلام محمود پپلانوی جسے عبدالحکیم شرف قادری بریلوی نے تذکرہ اکابر اہلسنت میں اپنے اکابر میں شمار کیا ہے وہ جب مولانا محمود حسن دیوبندی رح کا ذکر کرتے ہیں تو انہیں رئیس المحدثین تاج المفسرین امام العلوم استاذ الرسوم وغیرہ جیسے عظیم المرتبت القابات سے نوازتے ہیں
(تحفہ سلیمانی، ص 115 حاشیہ پر تکملہ عبدالغفور)

اس حوالے کے بعد ان بریلویوں کو ڈوب مر جانا چاہئے جو اکابر علماء دیوبند کی عظمت کے منکر ہیں

یہ اہم اور نایاب حوالہ فراہم کرنے کیلئے استاد محترم حضرت مولانا ساجد خان صاحب حفظہ اللہ کا خصوصی شکریہ

www.FB/AllamSajidKhanNaqshbandi

اور حال یہ ہو کہ؎ چو با سفلہ گوئی بلطف و خوشی ۔ فزون گرددش کبر و گردن کشی ۔ مخدوم سعدی علیہ الرحمہ
تجربہ کر کے فرما گئے ہیں سو وہی ظہور میں آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون
ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس کلام ادب احترام کا نام
دشنام رکھا اور یہ بھی سبب ہو کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہو کہ تم یہ عقیدہ نہ رکھو کہ فاسد ہو اور یقین
نہ کھو کہ فاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہوا اور اس برہان سے اسکا کساد ظاہر ہوا تمہارے اس قول سے تفسیق
ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکھا
اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکھ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہ
تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہ وہی مثل ہو کہ کوئی
نابکار خانہ پروردگار میں بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکھکر کہا کہ اے کمبخت تہو ہو مسجد اور یہ
کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تہوکتا ہو اور میری نسبت خلاف تہذیب
الفاظ بولتا ہو اگر بکار خود مشغول ہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہا تو اوسکے نزدیک
ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس عاقل کا قول کہ اے کمبخت تہو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا
ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مغلوطہ اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک
ادب اور تہذیب ہو اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکھے گئے اور لعن و طعن مین
محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کر لین کہ یہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہو مجکو خوف اسکا ہو کہ مولوی
محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہ شخص
نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کر ڈالے یعنے جب لوگونکو
معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقائد و اعمال کے
مخالف ہوتی ہو سب متنفر ہو جاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تمہارا اسکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو
چاہیے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بھائی تو گھر مین اپنے خاموش بیٹھا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات
کیون کرتا ہو اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہو ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر
اطلاع پا کر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہو جب دوسرے علما کو اطلاع ہوگی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے
اور ابہی تک خیر ہو کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکھا ہو آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ
ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کر کے دہجیان اوڑا دین لہذا مصلحت یہی ہے

احادیث کی تعلیمات کے برعکس "باعمل بریلویوں" پر "بدعتی و مشرک" ہونے کا الزام لگاتے ہیں حالانکہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن و احادیث سے ہٹ کر نہ کوئی نیا "مسئلہ" ہے نہ "عقیدہ"۔

اس کتاب میں عوام کو یہ بھی سمجھایا گیا ہے کہ "فروعی مسائل" میں بھی اختلاف صرف اور صرف "سمجھنے اور سمجھانے" کے انداز پر ہے ورنہ اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

"مستحبات و فروعی مسائل" کی "باتوں" کو بعض "جماعتوں" نے معلوم نہیں کہ کیوں پروان چڑھایا ہے اور آپس کے اختلاف میں شدت پیدا کی گئی ہے حالانکہ "اصولی اختلاف" کا حل نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے تھی اور اگر یہ حل نکل آتا تو ایک دوسرے کو "بدمذہب و بددین" بھی کہنا نہ پڑتا۔

اصولی اختلاف

بریلوی و دیوبندی (اہلسنت و جماعت) کی "صلح کلیت" (اتحاد و اتفاق) کے درمیان "اصل اختلاف" کا باعث تین دیوبندی علماء کی کتابوں میں سے "چند سطری" تین کفریہ عبارتیں ہیں جن کو بیان نہیں کیا جاتا اس لئے عوام کو بھی الا ماشاء اللہ اس کا علم ہوگا۔ وہ تین عبارتیں یہ ہیں:

1۔ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا، چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔"

(محمد قاسم نانوتوی، تحذیر الناس، ص۔28)

نقل فتویٰ جناب مولنا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی عفی عنہ

الجواب

طاعون زدہ جگہ میں بلاضرورت جانا گناہ ہے۔ اور طاعون زدہ جگہ سے بخوف طاعون بھاگنا حرام ہے۔ البتہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں یا اسی شہر کے آس پاس جنگلوں اور باغوں میں چلا جانا مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر سب بستی والے بستی چھوڑ کر چلے جائیں اور ایک شخص بھی وہاں نہ رہے تو یہ درست ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل فتویٰ جناب شیخ محمد عبدالغفار صاحب حنفی مدرس مدرسہ انوار العلوم تونگر ضلع بلیا

چہارم یہ کہ بغرض علاج و اصلاح آب و ہوا اُس سرزمین سے کہ جہاں وبا پھیلی ہو اور وہاں کی ہوا زہریلی اور فاسد ہو گئی ہو ایسی جگہ چلا جائے جسکی آب و ہوا خوشگوار اور عمدہ ہو عام ازینکہ وہ طاعون میں مبتلا ہو یا محفوظ ہو۔ اس صورت میں بھی اختلاف ہے بعض صحابہ و محدثین اس وجہ سے کہ یہ صورت فرار ہے ناجائز فرماتے ہیں۔ اور بعض صحابہ و محدثین اس خیال سے کہ فرار محض نہیں جائز کہتے ہیں۔ قال الحافظ فی فتح الباری صفحہ ۱۴۴ جلد ۲۳۔ ومن جملۃ ھذہ الصورۃ اخیرۃ الاخیرۃ ان تکون ارض التی وقع بھا وخمۃ والارض التی یرید التوجہ الیھا صحیحۃ فیتوجہ بھذا القصد فھذا جاء النقل فیہ عن السلف مختلفا فمن منع نظر الی صورۃ الفرار فی الجملۃ ومن اجاز نظر الی انہ مستثنیٰ من عموم الخروج فرارا لانہ لم یتمحص الفرار وانما ھو لقصد التداوی۔ مؤلف کہتا ہے اگر بنظر امعان و تعمق دیکھا جائے تو ایسے

(ب) رسائل و اخبارات اور اشتہارات مثلاً ماہنامہ الرشید (دہلی)، ماہنامہ آستانہ (دہلی)، ماہنامہ اذان (کراچی)، اخبار دعوت (دہلی)، اخبار ترغیب نواز (دہلی)، وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام ماخذ کو جمع کر کے تدوین کے دوسرے مرحلے میں فتووں کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے ابواب کا تعین کیا، تیسرے مرحلے میں فتوے انتخاب کر کے ہر باب کے تحت جمع کئے، چوتھے مرحلے میں ابواب کے ذیل جتنے فتوے جمع کئے تھے ان کی داخلی ترتیب کو درست کیا، اس شیرازہ بندی کے بعد پانچویں مرحلے میں تمام فتاوے صاف کرنے شروع کئے اور بفضلہ تعالیٰ سات ماہ (مئی ۱۹۶۸ء تا نومبر ۱۹۶۸ء) کی سعی مسلسل کے بعد کوئٹہ (مغربی پاکستان) میں مبیضہ تیار کر لیا گیا، پھر چھٹے مرحلے میں مولینا عبدالباقی نے کتابت شروع کی اور مسلسل چھ ماہ (جنوری ۱۹۶۹ء تا جولائی ۱۹۶۹ء) کے بعد کوئٹہ ہی میں کتابت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

جس طرح حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا دائرہ مکاتیب وسیع تھا اسی طرح فتاوے کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا، پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک پھیلا ہوا تھا، لیکن مکاتیب شریف تو اہل محبت نے جان سے لگا کر رکھے (چنانچہ مکاتیب مظہری کی پہلی جلد تو پیش بھی کر دی گئی ہے)، مگر فتوے اس طرح محفوظ نہ رکھے جا سکے، اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ اہل حاجت نے وقتی ضرورت کے تحت فتوے حاصل کئے اور جب ضرورت باقی نہ رہی تو ان کی حفاظت کا اہتمام نہ کیا گیا، چنانچہ ناظم جمعیت العلماء ہند (ضلع گڑگانو) مولینا عبدالرحیم صاحب حضرت علیہ الرحمہ کے محامد و محاسن بیان کرتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں:

> حضرت مفتی صاحب جامع الکمالات شخص تھے، ان کا علمی تبحر اور فتویٰ نویسی میں مہارت، مسلّم خوبیاں تھیں، بیشتر مسائل میں حضرت مفتی اعظم ہند مولینا کفایت اللہ صاحب حضرت مفتی مظہر اللہ صاحب کے فتاوے سے اتفاق فرماتے تھے، احقر راقم الحروف نے بہت سے فتاوے حضرت مفتی صاحب مرحوم و مغفور سے حاصل کئے مگر افسوس کہ ان کے محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ ہو سکا۔
>
> (محررہ ۱۹۶۶ء، از [illegible])

اس اقتباس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیشمار فتاوے دست برد زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے، لیکن بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہوں نے فتاوے کا کافی ذخیرہ جمع کیا تھا مگر افسوس تقسیم ہند کے بعد ان حضرات کا شیرازہ بھی بکھر گیا، جو بچ رہے ان کی طرف رجوع کیا گیا۔

نہ معلوم کتنے علمی خزانے اخلاف کی غفلت شعاری و لاپرواہی سے نابود ہو گئے، مہر و محبت کے انداز بدل گئے، اسلاف اٹھتے جا رہے ہیں اور اخلاف ان کے آثار علمی کارناموں سے اغماض نظر

بریلوی پیر کی گواہی علمائے دیو بند نے انگریز کیخلاف جہاد کیا اور اور کئی مقامات پہ فتح بھی حاصل کی اور مولانا
رشید احمد گنگوہی کو انگریز نے گرفتار بھی کیا۔ (ص 351،352) مقابیس المجالس

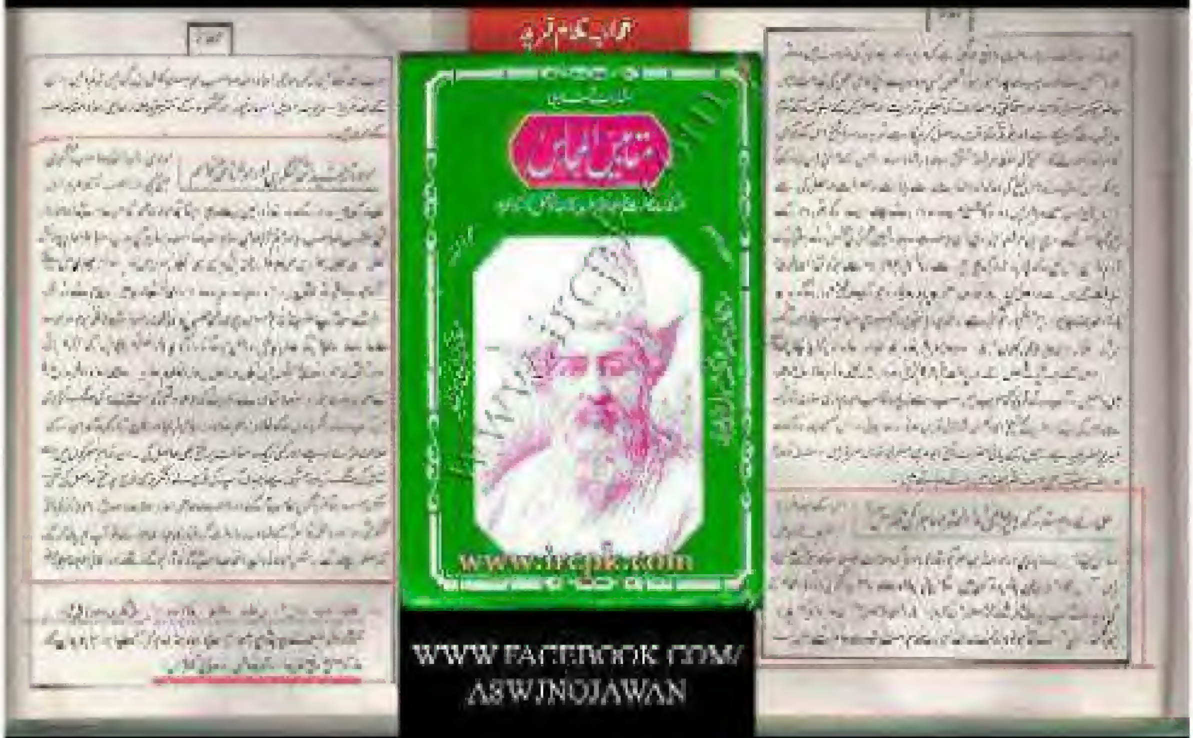

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

خزینہ معرفت

المسمّٰی

تذکرہ عاشقِ ربانی شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاید محمد کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات پاکیزہ و حالات قدوۃ الواصلین شمس العاشقین عارف اکمل عالم باعمل مجمع برکات شریعت و طریقت غوث ربانی جنید زمانی شیر ربانی محی الملت والدین حضرت مولانا مولوی قبلہ و کعبہ میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم ربانی واقف حقیقت ماہر طریقت پیارا حضرت مولانا و مرشدنا قبلہ میاں صاحب شرقپوری مدظلہ المعروف حضرت مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی مدظلہ العالی سلمہ اللہ تعالیٰ

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطانِ عالمگیرؒ اردو بازار لاہور

نے فرمایا۔ ہم صوفی نہیں ہیں، صوفی وہ ہوتا ہے جس نے اپنی نسبت شمس سے درست کی ہو یعنی آفتاب کیطرح اسکی شفقت عام ہو۔ آپنے عجز و انکساری اور آنا دلیس کر دیا۔ بندہ کہتا ہے بالکل درست فرمایا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ عام لوگ جس کی ورزش لمبی دیکھتے ہیں۔ اسکو مولوی یا صوفی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ صوفی کسے کہتے ہیں۔ عارف باللہ حضرت حسین منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں جو تعریف صوفی کی لکھی ہوئی ہے۔ وہ درج کرتا ہوں۔ آپ نے رات دن میں چار صد سے چھ صد تک رکعت پڑھنا اپنے اوپر فرض کر لی تھیں۔

ایک دفعہ سفر حجاز میں آپ کے ہمراہ چار ہزار آدمی تھے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے، تب برہنہ سر اور ننگے بدن ایک سال دھوپ میں کھڑے رہے جس سے ہڈیوں سے گودا (مغز) پگھل پگھل کر پتھروں پر گرتا تھا۔ اور کھال پھٹی جاتی تھی۔ اور آپ وہاں سے حرکت بھی نہ کرتے تھے۔ ہر روز لوگ ایک پانی کا کٹورا اور ایک روٹی کی ٹکیہ آپ کو دیتے۔ آپ اس روٹی کے کنارے کھا لیتے اور باقی روٹی کوزہ میں رکھ دیتے اور فرماتے معرفت اس کا نام ہے۔ کہ تمام موجودات کو مقام فنائیت میں دیکھے۔

اور صوفی وہ ہے۔ کہ حق کے اشارے سے کام کرے۔ اور خود درمیان سے محو ہو جائے۔ اور فقیر وہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ جب حضرت منصور بن حلاج علیہ الرحمۃ کو طرح طرح کی ایذائیں دینے کے بعد سولی پر لے گئے۔ تب حضرت شبلی علیہ الرحمۃ نے کہا۔ اے منصور! تصوف کیا شے ہے؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ادنیٰ درجہ تصوف کا یہ ہے۔ کہ جو تو میرا حال دیکھ رہا ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا بلند ترین درجہ کونسا ہے۔ آپنے فرمایا۔ تجھے وہاں تک رسائی نہیں ہے۔

دیوبند میں چار نوری وجود

مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب جاجراموری شرقپور شریف حاضر ہوئے۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے۔ اور شاہ صاحب خاموش رہے۔ پھر آپنے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو کہا۔ آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا۔ شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے۔ کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک شاہ صاحب ہیں۔

اکابر علماء دیوبند کے بارے میں احمد رضا خان کے دوست کی رائے

مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کا شمار پروفیسر مسعود نے مولانا احمد رضا خان کے دوستوں میں کیا ہے حضرت گنج مرادآبادی کی رائے اکابر علمائے دیوبند حجۃ الاسلام اور فقیہ العصر کے بارے میں خود ان کے خلیفہ کی زبانی ملاحظہ فرمالیں (بشکریہ مولانا ساجد خان صاحب نقشبندی)

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

کمالات رحمانی

سوانح و ملفوظ

حضرت قبلۂ عالم قطب دوراں سیدنا مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ

مرتبہ

عالم باعمل محدث بے بدل الحاج مولانا شاہ تجمل حسین بہاری

شائع کردہ

ادارۃ الاشاعت رحمانی۔ خانقاہ، مونگیر

[illegible]

FaceBook.com/AllamaSajidKhanNaqshbandi

کا پورا بار آپ خود برداشت کرتے تھے۔ نیز دوسروں کے جاری کردہ دار الیتامیٰ کی سرپرستی اور امداد میں خاطر خواہ حصّہ لیتے تھے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے قایم کردہ مدرسہ اور یتیم خانے کی آپ نے بیش قرار اعانت فرمائی ہے۔ سیالکوٹ اور نوشہرہ کے یتیم خانوں کی سرپرستی کا حال بھی معلوم ہے۔ مدرسہ تعلیم القرآن لاہور کو بھی حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی اور اعانت حاصل رہی غرض دینی، قومی اور فلاحی اداروں کی سرپرستی اور امداد و اعانت میں حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ مدت العمر انہماک کے ساتھ مشغول رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے جن کانفرنسوں اور اجلاسوں کی صدارت فرمائی ان کی تعداد شمار سے بالاتر ہے۔ تحریکِ پاکستان، جمعیۃ العلمائے ہند، تحریک خلافت کانفرنس، سارڈا ایکٹ، مسجد شہید گنج۔ اور فتنۂ ارتداد میں حضور کی قیادت کا ذکر آئندہ علیحدہ ابواب میں آئے گا۔ طرابلس فنڈ اور بلقان فنڈ میری ابتدائی زندگی کے واقعات ہیں۔ اس لئے مجھے ان کی تفصیلات سے آگہی نہیں۔ مگر حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کئی خطبات میں خود اس کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

www.Haqforum.com

کارنامے ... حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں حصہ لیا ... ذاتی طور پر بھی تفصیلات سے بے خبر ہوں۔ حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے ... دیکھتے ہوئے اتنا بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے طرابلس فنڈ ... فنڈ میں بھی حسب عادت جیب خاص سے عطیات مرحمت فرمائے۔ اور آپ کے ... یارانِ طریقت نے بھی وافر رقوم پیش کیں۔

قارئین کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ اس صدی کے آغاز ہی میں نہیں ... عظیم سے پہلے تک ہندوستان میں روپیہ کی کیا قدر و قیمت تھی۔ اس زمانے کا ایک ... زمانے کے پچاس روپے سے زیادہ کار آمد ہوتا تھا۔ ارزانی تھی، پھر موجودہ دور کے ... الجھاوے اور افراطِ زر کی پیچیدگیاں نہ تھیں۔ ان دنوں کے سو روپے آج کے ہزار کیا دس ہزار کی قیمت رکھتے تھے۔ لاکھوں کی بات اس زمانے میں حیرت تک ہوا کرتی تھی ...

مجلس احرارِ اسلام

مجلس احرار اسلام نے پنجاب میں جب اپنی تحریک ... ہے تو حضرت قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد دکن میں تشریف ...

ہم ہر سہ برادران سے نصیحۃً فرمایا تھا کہ تین سو سال کے اندر جو تالیفات ہوئی ہیں ان کا مطالعہ نہ کیا کرو، متقدمین کا طریقہ آپ کو پسند تھا اور ان ہی کی کتابوں کو آپ مطالعہ کیا کرتے تھے۔ مخلصین سے آپ فرماتے تھے کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم کا مطالعہ کیا کرو۔ آج کل کے واعظوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ آپ سے اگر کسی نے کوئی بات دریافت کی تو مختصر طریقہ پر آپ اس کا جواب دے دیا کرتے تھے۔ مثلاً میاں ظہور الحسن صاحب کرتپوری نے آپ کو اپنے وظیفہ شریفہ کی کیفیت لکھی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال کی خبر دی آپ نے بجواب تحریر فرمایا۔

" از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی میاں ظہور الحسن سلام خوانند مکتوب شما رسید بر سلامتی ایمان شکر الٰہی است کہ بزرگ ترین نعمتہا است اگر از مولفات امام غزالی کیمیائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند و بہ صدق و راستی ذکر شریف رب العلمین بر طریقۂ مقررۂ خواجگان نقشبندیہ علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بوقت صبح و قدرے بوقت شام کنند امیدوارہا است و بہترین نعمتہا سلامتی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ بر پاکی ما ۔۔۔ گر طعنہ زند دیو بہ ناپاکی ما
ایمان بہ سلامت چو لب گور بریم ۔۔۔ احسنت بریں چستی و چالاکی ما

مرگ مولوی رشید احمد زخمے است کہ مرہم نہ دارد، عالم صالح دنیدار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

خزینۂ معرفت

المسمیٰ

تذکرہ عاشقِ ربانی شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ

ہے زبردست اس کی سطوت کے مقابل زیر ہے
یہ کوئی شاہ محمدؐ کا بہادر شیر ہے

سوانح حیات، پاکیزہ حالات قدوۃ الاصفیاء شمس العاشقین عارف اکمل عالم اجمل
[illegible] غوث ربانی جنید زمانی شیر ربانی [illegible] حضرت [illegible]
میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری اعلی اللہ مقامہ وقدس سرہ العزیز

مؤلفہ

عالم ربانی واقف حقیقت [illegible] حضرت [illegible] صاحب شرقپوری [illegible]
المعروف حضرت مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندی [illegible]

ملنے کا پتہ

مکتبہ سلطان عالمگیرؒ اردو بازار لاہور

نیند کی حالت میں بھی مولانا نانوتوی کا دل ذاکر تھا۔ بریلوی مولوی کا اقرار

حکیم محمود احمد برکاتی صاحب (جنہیں کچھ عرصہ پہلے کراچی میں شہید کردیا گیا) کا شمار بریلوی اپنے مسلک میں کرتے ہیں وہ اپنے دادا کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت نانوتوی کا دل نیند کی حالت میں بھی ذاکر تھا۔ اللہ اکبر ایسے اللہ کے ولی پر اگر کوئی گستاخی یا کفر کا فتویٰ لگائے تو وہ شیطان تو ہوسکتا ہے مسلمان یا انسان نہیں

نوٹ: یہ کتاب برکاتی صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنے مطب میں ہمیں دی تھی

سلسلے میں ایک گروہ سے اختلاف تھا [illegible]

[illegible]

مولانا محمد قاسم نانوتوی کے بعض نظریات سے بڑا اختلاف کیا تھا لیکن ان کی سیرت کے سلسلے میں بار بار یہ واقعہ [illegible] کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے کہ والد ماجد (مولانا حکیم دائم علی) مولانا محمد قاسم کے [illegible] تھے اس لئے ایک بار مجھے ان سے ملانے کے لئے [illegible] لے گئے تھے۔ جب ہم پہنچے تو مولانا [illegible] کی مسجد میں سو رہے تھے مگر اس حالت میں بھی ان کا قلب ذاکر تھا اور [illegible]

مولانا احمد رضا خان صاحب [illegible]

[illegible]

www.RazaKhaniMazhab.com

[illegible]

مولانا حکیم سید برکات احمد
سیرت اور علوم

محمود احمد برکاتی

برکات اکیڈمی کراچی

۲۹۸ اے لیاقت آباد نمبر ۴ کراچی

يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد للہ ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبہ قبل جمیع الاشیاء کہ درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب ہادی شیخ و شاب
براہ صدق و صواب ماحی عقائد باطلہ کاشف مکائد عاطلہ مزین بمسائل فاخرہ مبرہن بدلائل قاطعہ ... الباب
فیض بنیاد محیاء اوصاف حمیدہ و منبع الطاف حمیدہ و نیاز مجیب اللہ صاحب بن محمد ابراہیم صاحب مرحوم بنگلوری

البوارق اللامعة على من اراد اطفاء الانوار الساطعة بالدلائل

الملقب

الفاضحة لمن قصد ابطال المروج من الميلاد والفاتحة

کہ لمعہ ایست از لمعات شمس سماء معقول و منقول مدلول مبلوح فروع و اصول ذکاء فلک فنون فاضل عالی ضیاء بزم علمائی فحول جناب
مولوی نذیر احمد خان صاحب مطبع امیر الفنانین مدرس مدرسہ رشیدیہ واقعہ گجرات شہر احمد آباد دامت افاداتہ و ادیلہ الالبا
و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق منیر ماہی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب بن محمد عبد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ بجوار

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیدہ مطبوع

بریلوی کے گھر کی گواہی
مولانا رشید احمد گنگوہی علم کے سمندر تھے۔ فتاوی مظہریہ
بریلویوں کا ماہر رضویات محمد مسعود احمد اپنے والد مفتی مظہر اللہ کے فتاوی میں مولانا رشید احمد گنگوہی کو تبحر عالم کے لقب سے نوازتا ہے
فتاوی مظہریہ
ادارہ مسعودیہ

دریں وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مردانِ ایں چنیں یک شخص از مردانِ یک ہزار بردیدہ اند اِں سمنت تر است، اَللّٰھُمَّ لَاتَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَاتَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَایَرْحَمُنَا وَالسَّلَامُ، سہ شنبہ ۲۷رجمادی الاخرۃ ۱۳۲۳ھ ــــ اور مولوی عبدالرحمٰن جالندھری نے جوکر دیوبند میں پڑھتے تھے، اپنی کچھ کیفیت آپ کو لکھی اور مولوی اشرف علی صاحب کا ذکر کیا۔ آپ نے بجواب جو تحریر فرمایا ہے وہ بصیرہ ۲۸ میں آئے گا۔

ایک شخص نے آپ سے "درود تاج" کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس سے ارشاد کیا۔ دیکھو ہم چائے پی رہے ہیں ہم نے پیالی بھر کر تم کو دی ہم نے تمھارا کام کیا اور اس طرح ہم تمہارے خادم ہو گئے اگر جبریلُ خادِمُہٗ سے حضرت جبریل کا اسی طرح پر خادم ہونا مراد لیا ہے تو قباحت نہیں ہے کیونکہ وہ وحی لے کر آپ کے پاس آتے تھے اور اگر خادم سے مراد نوکر چاکر سمجھتے ہو تو بہت بُری بات ہے اور سخت بے ادبی ہے اس میں اہانت ہے ملائکہ پر ہم ایمان لائے ہیں ان کی اہانت کفر ہے اور دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ سے اگر تم نے یہ سمجھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کی وجہ سے قحط اور بیماری اور دوسری تکلیفات کو اللہ تعالےٰ نے دور کر دیا تو یہ بالکل درست اور صحیح ہے اور

بزمِ خیر از زید

در جوابِ بزمِ جمشید

مصنف

مولانا حضرت شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی

حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی دہلی ۶